REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۲ — شمارہ ۴۱

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ: سالانہ ۱۰۰ روپے

بیرونی ممالک:- بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن

بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان — ۱۴۳۵۱۶

۲۷ ربیع الثانی ۱۴۱۴ ہجری — ۱۴ اخاء ۱۳۷۲ ہش — ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۳ ء

اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۸ اکتوبر (ایم۔ ٹی۔ اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔

احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ ٭

جماعتِ احمدیہ آسٹریلیا کو تربیتی کلاس کے لئے۔ جماعتِ احمدیہ ناروے کو ۱۰ اکتوبر کے روز منعقد ہونے والے سالانہ جلسہ کے لئے اور مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کو مجلسِ شوریٰ کے لئے اپنے بصیرت افروز پیغام سے نوازا۔

ان تمام جماعتوں کے حوالے سے حضور انور نے عالمگیر جماعت احمدیہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اجتماعات جامعیت کا نمونہ ہوتے ہیں۔ لیکن اگر اجتماع ہو رہے ہیں اور دل پھٹے ہوئے ہوں تو ایسے اجتماعات کا کوئی فائدہ نہیں۔ لہٰذا باہمی اخوت و محبت کو فروغ دینا چاہیئے۔ اس ضمن میں حضور انور نے جرمنی کی خدام الاحمدیہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ جرمنی کی خدام الاحمدیہ اس تیزی سے ترقی کر رہی ہے کہ اگر باقی مجالس خدام الاحمدیہ نے کوشش نہ کی تو وہ ان کو بہت پیچھے چھوڑ جائے گی۔ حضور نے فرمایا اُن کا تبلیغی منصوبہ اتنا شاندار ہے کہ سنہ ۲۰۰۰ء تک انہوں نے ایک لاکھ بیعتوں کا وعدہ لکھوایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضور نے فرمایا کہ گزشتہ جمعے میں میں یہ مضمون بیان کر رہا تھا کہ خالق کی اپنی مخلوق پر ایک چھاپ ہوتی ہے۔ اور خالق کا حُسن اس کی تخلیق میں ضرور جلوہ گر ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا اس ضمن میں ایک شبہ ذہن میں پیدا ہوتا ہے جس کا ازالہ ضروری ہے۔ جب ہم خدا تعالیٰ کی کائنات پر نظر کرتے ہیں تو بعض بہت ہی بھیانک اور بدصورت چیزیں بھی دکھائی دیتی ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خالق کی چھاپ میں یہ بدصورتی کیسے پیدا ہو گئی۔ حضور نے فرمایا ہر تصویر کو اپنے مصوّر سے اور ہر تصنیف کو اپنے مصنّف سے نسبت ہوتی ہے۔ بات یہ ہے کہ تخلیق کا حُسن قطع نظر اس کے کہ وہ کیا حُسن ہے اپنی ذات میں ایک مقام رکھتا ہے۔ اگر ایک مصوّر کوئی بدصورت چیز بنانا چاہے اور اس کی قلم سے

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۵ پر)

خُدا کے اخلاق کا پیرو ہونا انسانی بقاء کیلئے ایک آبِ حیات ہے

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

"ہم سب کیا مسلمان اور کیا ہندو باوجود صدہا اختلافات کے اُس خُدا پر ایمان لانے میں شریک ہیں جو دُنیا کا خالق اور مالک ہے اور ایسا ہی ہم سب انسان کے نام میں بھی شراکت رکھتے ہیں۔ یعنی ہم سب انسان کہلاتے ہیں اور ایسا ہی بباعث ایک ہی مُلک کے باشندہ ہونے کے ایک دُوسرے کے پڑوسی ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ صفائے سینہ اور نیک نیّتی کے ساتھ ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں اور دین و دُنیا کی مشکلات میں ایک دوسرے کی ہمدردی کریں کہ گویا ایک دوسرے کے اعضاء بن جائیں۔

اے ہموطنو!! وہ دین دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو اور نہ وہ انسان انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادّہ نہ ہو۔ ہمارے خُدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا۔ مثلاً جو جو انسانی طاقتیں اور قوتیں آریہ ورت کی قدیم قوموں کو دی گئی ہیں وہی تمام قوتیں عربوں اور فارسیوں اور شامیوں اور چینیوں اور جاپانیوں اور یورپ اور امریکہ کی قوموں کو بھی عطا کی گئی ہیں۔ سب کے لئے خدا کی زمین فرش کا کام دیتی ہے اور سب کے لئے اس کا سُورج اور چاند اور کئی اور ستارے روشن چراغ کا کام دے رہے ہیں۔ اور دُوسری خدمات بھی بجا لاتے ہیں اس کی پیدا کردہ عناصر یعنی ہوا اور پانی اور آگ اور خاک اور ایسا ہی اس کی دوسری تمام پیدا کردہ چیزوں اناج اور پھل اور دوا وغیرہ سے تمام قومیں فائدہ اُٹھا رہی ہیں۔ پس یہ اخلاقِ ربّانی ہمیں سبق دیتے ہیں کہ ہم بھی اپنے بنی نوعِ انسانوں سے مُروّت اور سلوک کے ساتھ پیش آویں اور تنگ دِل اور تنگ ظرف نہ بنیں ...... جب سے کہ دُنیا پیدا ہوئی ہے تمام ملکوں کے راستباز یہ گواہی دیتے آئے ہیں کہ خدا کے اخلاق کا پیرو ہونا انسانی بقاء کے لئے ایک آبِ حیات ہے۔ اور انسانوں کی جسمانی اور روحانی زندگی اسی امر سے وابستہ ہے کہ وہ خدا کے تمام مقدس اخلاق کی پیروی کرے جو سلامتی کا چشمہ ہیں۔" (پیغام صلح صفحہ ۲۱)

خلاصہ خطبہ جمعہ ۸ اکتوبر ۱۹۹۳ء

خُدا کے تعلّق کو دُنیا کے تمام تعلّقات کے مقابلہ میں ہمیشہ غالب رکھو

ہمیں روزانہ اپنا امتحان کرتے رہنا چاہیئے کہ خُدا سے ہمارا کس قدر تعلّق قائم ہے

از سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

لنڈن ۸ اکتوبر (ایم۔ ٹی۔ اے) تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی:-

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝

(سورۃ الروم: آیت ۱۸ تا ۲۰)

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خطبہ جمعہ کے ذریعہ مجلس خدام الاحمدیہ ضلع جہلم (پاکستان) مجلس انصار اللہ، خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ چنتہ کنٹہ (بھارت) کو اجتماعات کے انعقاد پر:

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے: پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۴ر اخاء ۱۳۷۲ ہش

سیلاب کے بعد زلزلے کا عذاب

ابھی شمالی ہندوستان میں آمدہ سیلاب کا پانی سُوکھا بھی نہیں تھا، ابھی اس آفتِ ناگہانی سے ہونے والے جانی و مالی نقصان کے زخم تازہ ہی تھے کہ جنوبی ہندوستان میں زلزلے کا ایسا شدید جھٹکا آیا کہ کرناٹک کے ضلع لاتور اور عثمان آباد کی اُن ہزاروں جانوں کو نگل گیا جو رات کی تاریکی میں اپنے گھروں میں دنیا و مافیہا سے بے خبر آرام کر رہی تھیں اُنہیں کیا معلوم تھا کہ آئندہ اُن کی زندگیوں میں سُورج طلوع ہونے والا ہی نہیں ہے۔ آن کی آن میں بیسیوں گاؤں نیست و نابود ہو کر کھنڈرات کے ڈھیر میں تبدیل ہو گئے۔ بچ رہنے والے مرنے والوں سے بھی زیادہ دُکھی ہیں کہ ایک تو مرنے والوں کے صدمہ سے دوچار ہیں۔ دوسرے ٹُوٹے ہوئے ہاتھ پاؤں اور مفلوج دماغ کو لے کر بھُوکے پیاسے مدد کے طلبگار آسمان کو لحاف اور زمین کو بچھونا بنائے بیٹھے ہیں۔ اس پر طُرّہ یہ کہ زلزلے کے بعد شدید بارش نے جہاں مرنے والوں کی تدفین یا انتم سنسکار کے عمل میں رُکاوٹ کھڑی کر کے ماحول کو سخت بدبودار بنا دیا ہے وہیں بے بس اور بے سہارا زندہ اشخاص بھی بارش کی مصیبت کو برداشت نہیں کر پا رہے ہے۔

اِس ناگہانی مصیبت کے موقع پر بہت سی رفاہی تنظیمیں سامنے آگئی ہیں۔ یہاں تک کہ غیر ممالک نے بھی قابلِ تعریف حد تک مدد کی ہے۔ وزیرِ اعظم نے اپنے خصوصی اختیارات سے ۵۰ کروڑ روپے کی مدد کے اعلان کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ آئندہ چار ماہ میں زلزلہ زدگان کو ایسے گھر بنا کر دیئے جائیں گے جو بہت ہلکے پھلکے ہونے کے باعث زلزلے کی آفت کے وقت ایک حد تک جانی نقصان سے بچا سکیں گے۔ وزیرِ اعظم نے ساتھ ہی قوم سے اپیل کی ہے کہ وہ اِس قدرتی آفت کے موقع پر اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کے لئے سامنے آئیں۔ لہٰذا ہم سب کا فرض بن جاتا ہے کہ ایک سچے ہندوستانی کی روایات کو قائم رکھتے ہوئے اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

اِس رُوئے زمین پر زلزلوں کی بہت پُرانی تاریخ ہے جس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ گزشتہ صدیوں کی نسبت اِس صدی میں زلزلے اپنی کیفیت و کمیت کے اعتبار سے بڑھتے جا رہے ہیں۔ زلزلوں کی گزشتہ تاریخ کے مطابق ۱۷۰۰ ق م سے ۱۸۶۸ء تک کے ان ساڑھے تین ہزار سالوں میں صرف ۲۴۴ بڑے زلزلے آئے گویا پندرہ سال میں ایک بڑا زلزلہ آیا۔ لیکن گزشتہ سو سال کے ریکارڈ کے مطابق ۱۸۹۱ء سے ستمبر ۱۹۹۳ء تک چار درجن کے قریب بڑے زلزلے آئے گویا ماضی کے ساڑھے تین ہزار سال کی نسبت گزشتہ صرف سو سال میں چھ گنا زیادہ خطرناک زلزلے آئے اور پھر عجیب بات یہ ہے کہ یہ زلزلے ایسے مقامات پر بھی آئے جہاں زلزلوں کی آمد کا تصوّر بھی نہ تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ اِس دَور میں قرآنِ مجید کی پیشگوئی اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَھَا..... الآیۃ (الزلزال) کہ آخری زمانہ میں زمین کو پُوری طرح ہلا دیا جائے گا کے مطابق آ رہے ہیں۔ اِسی فرمانِ الٰہی کی روشنی میں رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "امام موعود کے زمانہ میں حقیقی علم اُٹھ جائے گا اور کثرت سے زلزلے آئیں گے"۔ (صحیح بخاری ابواب الاستسقاء باب ماقیل فی الزلازل والآیات)

اِسی طرح فرمایا: "کیا مَیں تمہیں اس مہدی کی بشارت نہ دوں جو میری اُمت میں مبعوث کیا جائے گا جب کہ لوگوں میں بہت اختلاف ہوں گے۔ اور زلزلے آئیں گے"۔ (مسند احمد بن حنبل جلد نمبر ۳ صفحہ ۳۷)

حقیقت یہ ہے کہ دُنیا میں شدت کے اعتبار سے اب تک تین زلزلے آ چکے ہیں۔ جو گنیس بُک آف ریکارڈز میں درج ہو چکے ہیں (مطبوعہ ۱۹۹۲ء صفحہ ۳۶) اور وہ تینوں کے تینوں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے دعویٰ مہدویت و مسیحیت کے بعد ہی آئے ہیں۔ ان میں پہلا ۳۱ر جنوری ۱۹۰۶ء کو ایکواڈور میں آیا دُوسرا ۴ر نومبر ۱۹۵۲ء کو روس میں اور تیسرا ۹ر مارچ ۱۹۵۷ء کو امریکہ میں آیا اور یہ تینوں زلازل ریکٹر سکیل پر علی الترتیب ۸۶ ½۸ اور ۸۶۳ تھے۔ جانی ہلاکت کے اعتبار سے چین میں ۲۷ر جولائی ۱۹۷۶ء کو نہایت تباہ کُن زلزلہ آیا جس میں سات لاکھ پچاس ہزار جانوروں کا ضیاع ہُوا۔ گویا یہ تمام زلازل جو پہلے سے کہیں بڑھ کر شدت کے ساتھ اور غیر متوقع طور پر ظاہر ہو رہے ہیں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے عین مطابق ہیں۔ اور مامورِ زمانہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل ہیں۔

بدر کے گزشتہ شماروں ۳۱ر جولائی و ۵ر اگست میں ہم "یہ قدرتی آفات و حوادث کیوں؟" کے عنوان کے تحت یہ واضح کر چکے ہیں کہ یہ آفات و مصائب انسان کے گناہوں اور ظلموں کے باعث ہیں۔ اور پھر اس دور میں خدا نے انسانوں کو اُن کے گناہوں سے بچانے کے لئے اور نیکی کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے جس مامورِ زمانہ کو بھیجا ہے۔ اس کی سخت توہین اور مخالفت بھی ان آفات کی ایک بُنیادی وجہ ہے۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ اپنے زور آور حملوں کے ذریعہ اس کی سچائی کو ظاہر کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً فرمایا ہے:-

"دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"۔
(براہین احمدیہ جلد نمبر ۴ صفحہ ۵۵۷)

پھر آپؑ نے فرمایا:-

"وہ دن نزدیک ہیں بلکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دُنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلہ بلکہ اَور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اِس لئے کہ نوعِ انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دُنیا پر ہی گر گئے۔ اگر مَیں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پس میرے آنے کے ساتھ خُدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خُدا نے فرمایا وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بَلا سے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا۔..... اے یورپ تُو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تُو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خُدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ مَیں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحدِ یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چُپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا..... مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس مُلک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نُوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لُوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خُود دیکھ لو گے۔ مگر خُدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خُدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷ نشان نمبر ۱۷) *

کیوں غضب بھڑکا خُدا کا مجھ سے پوچھو غافلو!

منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دِن
زلزلہ کیا اِس جہاں سے کُوچ کر جانے کے دِن
تُم تو ہو آرام میں پر اپنا قصّہ کیا کہیں
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے سخت گھبرانے کے دِن
کیوں غضب بھڑکا خُدا کا مجھ سے پوچھو غافلو!
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جُھٹلانے کے دِن
غیر کیا جانے کہ غیرت اس کی کیا دِکھلائے گی
خود بتائے گا اُنھیں وہ یار بتلانے کے دِن
وہ چمک دِکھلائے گا اپنے نشاں کی پنج بار
یہ خُدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دِن

طالبو! تُم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہیں
اُس مِرے محبوب کے چہرہ دِکھلانے کے دِن

(منقول از حقیقۃ الوحی)

* اللہ تعالیٰ بنی نوعِ انسان کو سچی توبہ اور دُکھی مخلوق کی خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین * (منیر احمد خادم)

خطبہ جمعہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش سیرت گہرے پانی کی طرح ہے اس میں ڈوب کر اسکے حسن و جمال کا اندازہ کریں

عالمی بیعت دراصل بہت بڑے عالمی جلسے کی تیاری ہے اب ہمیں بہت وسیع عالمی جلسے کی تیاری کرنی چاہئے جسکی دنیا میں کوئی نظیر نہیں

اجتماعات کیلئے حقیقت پسندانہ پروگرام بنائیں کوشش کریں کہ یہ پروگرام جاری ہو جائیں اور سارے سال کیلئے شامل ہونے والوں کو فائدہ پہنچائیں

از سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۳ ظہور (اگست) ۱۳۷۲ ہش / ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام کی حسب ذیل آیات نمبر ۱۶۲-۱۶۳ کی تلاوت فرمائی۔

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ۬ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ۙ

بعدہٗ حضور انور نے فرمایا:۔

تو ان سے کہہ دے یعنی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو خطاب کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو اُن سے کہہ دے کہ میرے رب نے یقیناً مجھے

صراط مستقیم کی ہدایت

دی ہے۔ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا: یہ وہ سیدھا، سیدھا راہ پر چلنے والا، خود قائم اور دوسروں کو قائم کرنے والا مذہب ہے۔ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا: جو ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے یعنی ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی تعریف یہ ہے کہ وہ دِیْنًا قِیَمًا ہے۔ خود بھی سیدھا ہے دوسروں کو بھی سیدھی راہ پر رکھنے والا ہے۔ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اور ابراہیم علیہ السلام مشرکوں میں سے ہرگز نہیں تھا۔

جب یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا تو عربی محاورے کے مطابق یہ بہت بڑی تعریف ہے۔ اردو میں ہم کسی کو کہیں کہ وہ چور نہیں ہے تو اس کو بہت غصہ آئے گا۔ کہے گا کہ ہیں! تم نے دہم کیسے کیا کہ میں چوروں میں شمار ہو سکتا ہوں لیکن عربی میں جب یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مشرکین میں سے نہیں ہے جس طرح خدا اپنے متعلق فرماتا ہے۔ میں ظلم کرنے والا نہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ شرک کا کوئی ذرہ بھی، کوئی شائبہ بھی اس میں نہیں پایا جاتا تھا۔ کلیۃً نفی ہے۔ اس لئے وہاں" وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ بہت بڑی تعریف کا کلمہ بن جاتا ہے۔ کہ ابراہیمؑ کی ذات میں شرک کا ادنیٰ سا شائبہ بھی نہیں تھا۔ اس کا وجود شرک سے کلیۃً پاک تھا۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق منفی رنگ میں جو تعریف فرمائی گئی یعنی ابراہیمؑ میں شرک کی کوئی آمیزش نہیں تھی، اس کا مثبت پہلو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ذات میں ثابت کر کے دکھایا گیا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بہت ہی عظیم تعریف کا ایک رنگ تھا جو اللہ تعالیٰ نے اختیار فرمایا۔ ابراہیم علیہ السلام کو شرک سے پاک قرار دینے کے بعد حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مقامات پر فائز دکھایا گیا جو شرک سے پاک ہونے کے بعد عطا ہوتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ۔ دیکھو میری تو تمام تر عبادتیں اور ہر قسم کی قربانیاں۔ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ: میرا جینا، میرا مرنا، میری زندگی، میری موت سب کچھ اللہ کے لئے ہو چکا ہے۔ پس شرک کی نفی ان کو جس چیز کے لئے تیار کرتی ہے وہ تمام صفات حسنہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم میں پائی جاتی تھیں یعنی پہلے غیر اللہ سے تختی صاف کی، پھر اس تختی پر ہر جگہ خدا کے رنگ بھر دیئے۔ یہ توحید کا وہ مضمون ہے جس سے متعلق آج کل میں کچھ امور آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں لیکن اس سے پہلے کچھ دوسری باتیں جو ہفتے کے دوران ہوتی رہتی ہیں وہ اپنی طرف توجہ کھینچتی ہیں اور حق رکھتی ہیں کہ ان کا ذکر ضرور کیا جائے۔

اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ ناروے کی طرف سے مجھے یہ تاکیدی پیغام ملا ہے کہ ہماری سالانہ فضل عمر تعلیم القرآن کلاس آج ۱۳ اگست سے شروع ہو کر ۱۵ اگست تک جاری رہے گی۔ اس موقعہ پر ہمیں بھی پیغام بھیجیں تاکہ ہمارے دل خوش ہوں۔

مجلس خدام الاحمدیہ فرانس کا ساتواں سالانہ اجتماع ۱۴ اگست یعنی کل سے شروع ہو رہا ہے۔ یہ اجتماع دو روزہ ہے اور صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے خواہش ظاہر کی ہے کہ آپ خود تشریف لائیں ورنہ پھر کم سے کم خطبہ میں تو ضرور ذکر کریں۔ یہ دوسرا پہلو ہے جو میں انشاء اللہ قبول کر سکتا ہوں۔

مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کا سالانہ مرکزی اجتماع ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ اگست کو منعقد ہو رہا ہے۔ صدر صاحب خدام الاحمدیہ امریکہ نے اجتماع کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کوئٹہ کا سالانہ اجتماع ۱۴ اگست کو شروع ہو رہا ہے۔ قائد صاحب ضلع کوئٹہ نے اجتماع کے حوالے سے مجھ سے کچھ کہنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔

ان تمام اجتماعات کے متعلق میں ایک مرکزی بات جماعت کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں

یہ سب تربیتی اجتماعات ہیں اور آج کل جبکہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت دنیا میں بکثرت پھیل رہی ہے اور رفتار تیز تر ہوتی چلی جا رہی ہے تربیت کی طرف پہلے سے زیادہ گہری نظر کے ساتھ اور مستقل مزاجی کے ساتھ توجہ دینی ہوگی۔

مجھے بچپن سے مختلف قسم کے تربیتی اجتماعات میں شامل ہونے کی بھی توفیق ملتی رہی اور وہ اجتماعات منعقد کروانے کی بھی توفیق ملتی رہی۔ مختلف جماعتی ذمہ داریوں میں یہ تجربے اطفال الاحمدیہ سے لیکر انصار اللہ تک کی عمر تک دراز رہے۔ میں نے ایک بات جو ہمیشہ محسوس کی اور اس کی وجہ سے طبیعت میں اطمینان نہیں ہو سکا کہ اجتماعات پوری طرح فائدہ مند نہیں یہ بھی کہ نہیں اور یہ تھی کہ اجتماعات میں ضرورت سے

زیادہ پروگرام بھر دیئے جاتے تھے اور کوشش کی جاتی تھی کہ تین دن میں سب کچھ پڑھا دیں۔ قرآن کریم کا کورس، حدیث کا کورس، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کا کورس، نمازیں یاد کروانا، تبلیغ کے گر بتانا، تبلیغ کی مرکزی آیات بتانا، اعتراضات کے جواب سکھانا۔ یہ ناممکن ہے۔ ہو ہی نہیں سکتا کہ تین دن یا پندرہ دن کے اجتماع میں بھی یہ ساری باتیں اچھی طرح بچوں سے ذہن نشین کرادی جائیں۔ پھر وہ سرسری سا امتحان ہوتے تھے اور پھر انعامات تقسیم ہو گئے اور سب نے حبتیں کما اور چھٹی ہوئی۔ کچھ دن کے بعد جب آپ ان بچوں سے جاکر پوچھیں کہ کچھ یاد بھی ہے تو شاید ہی کوئی ہوگا جسے یاد ہوگا۔ اور وہ وہی ہوگا جسے پہلے ہی یاد تھا۔ اجتماع کے بعد اس تین دن کے تیزی کے ساتھ CRAM کروانے والے یعنی گھوٹنے والے پروگراموں میں بچوں کو کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔ ہاں ایک روحانی لذت ضرور ہوتی ہے اجتماع میں شمولیت کی برکت ضرور عطا ہوتی ہے۔ اس لئے اجتماع کو بے فائدہ کہنا تو یقیناً غلط ہے مگر پروگرام اس ذہانت سے ترتیب نہیں دیئے جاتے کہ تھوڑے وقت میں زیادہ سے زیادہ استفادہ ہو سکے۔ تھوڑے وقت میں زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ پروگرام نہیں بلکہ کم سے کم پروگرام رکھنے چاہئیں۔ یہ دو چیزیں ایک دوسرے سے ضد رکھتی ہیں۔ تھوڑے وقت میں زیادہ سے زیادہ پروگرام کم سے کم افادہ کریں گے یعنی فائدہ پہنچائیں گے۔ اور کم سے کم پروگرام جن کو بڑی محنت کے ساتھ اور عقل کے ساتھ تیار کیا گیا ہو اور بار بار رواں کروایا جائے تو یہ پروگرام بہت گہرا فائدہ پہنچا سکتے ہیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ان کو سال بھر کا HOME TASK دیا جائے۔ ہمارے ہاں سکولوں میں بھی استاد سمجھتے تھے کہ ایک گھنٹے کی پڑھائی یا چالیس منٹ کی پڑھائی کافی نہیں ہے اس لئے وہ گھر کا کام دیا کرتے تھے۔ یورپ میں یہ رواج بہت زیادہ ہے جتنا کام وہاں دیا جاتا تھا اس سے بہت زیادہ کام یورپ میں گھر پر دیا جاتا ہے۔ تمام یونیورسٹیاں یہی کرتی ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ جب تک بچہ گھر جا کر خود ذمہ داری اور توجہ سے ان باتوں کو سمجھنے اور پڑھنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ اس وقت تک محض کلاس کا پڑھا ہوا کافی نہیں ہے۔

تین دن کے جو اجتماعات ہیں ان میں تو بچے کو زائد وقت ملتا ہی نہیں تا ممکن ہے کہ وہ رات ۱۱ بجے تک مصروف رہے اور پھر صبح ۴ بجے اس کو تہجد پر بھی اٹھانا ہو اور بیچ میں وہ گھر کے کام کی تیاری بھی کرے۔ اس لئے حقیقت پسندی بہت ہی ضروری چیز ہے۔ ساری دنیا کے اجتماعات کو حکمت سے بھر دیں۔ عقل کے مطابق کام کریں۔ یہ بات یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔ اللہ تعالیٰ کسی جان پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔ اس لئے آپ اگر اجتماع میں شامل ہونے والے یا تربیتی کلاسز پر آنے والے بچوں پر یا بڑوں پر ان کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ ڈالیں گے تو ایک قسم کی خدائی کا دعویٰ کرنے والی بات ہے جو جھوٹی خدائی ہے کیونکہ سچا خدا تو بوجھ نہیں ڈالتا۔ یہ جھوٹے خدا ہی ہیں جو اپنی بے وقوفی سے بوجھ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں نے لفظ تو بہت سخت بولا لیکن جو آخری تجزیہ ہے وہ یہی بنتا ہے۔ انسان جب بھی خدا کی صفات سے بڑھ کر قدم اٹھاتا ہے تو عملاً ایک قسم کا جھوٹا خدا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اگرچہ وہ بالارادہ نہ بھی ہو۔ اگر بالارادہ ہو تو وہ شرک ہے اور بہت بڑا گناہ ہے لیکن اگر غفلت کی حالت میں نا سمجھی میں کیا جائے تو شرک تو نہیں مگر شرک کے نقصانات ضرور رکھتا ہے کیونکہ انسان کو غیر اللہ سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ صفات باری تعالیٰ سے ہٹ کر آپ جو بھی کام کریں گے اس میں فائدے سے محروم رہ جائیں گے۔ اس لئے تربیتی اجتماعات کو اس رنگ میں ترتیب دیں کہ جو کچھ وہاں پڑھائیں اس میں صرف نمونہ دیں اور وہ نمونے اتنے پکا دیں اور اس محبت سے پڑھائیں کہ وہ نمونے ذہن نشین بھی ہوں اور دلنشین بھی ہوں۔ ان سے پیار ہو جائے۔ مثلاً اگر آپ ساری نماز نہیں پڑھا سکتے تو سورہ فاتحہ پڑھائیں اور اتنا پڑھائیں اور اس طرح بار بار پڑھائیں کہ اس کے معانی سے محبت ہو جائے اور اس کا مضمون ذہن میں نقش ہو جائے۔ وہ یاد ہو اور اس طرح یاد ہو کہ پڑھنے کے ساتھ ذہن کو ترجمہ نہ کرنا پڑے بلکہ عربی الفاظ کے ساتھ ساتھ ہی وہ ترجمہ ذہن میں نقش ہو۔ ایک انسان کو جب سورۃ فاتحہ سے محبت پیدا ہو جاتی ہے تو باقی نماز کے لئے سورۃ فاتحہ رستہ صاف کرتی ہے اور صراط مستقیم کا ایک یہ بھی مطلب ہے۔ سورہ فاتحہ ہی وہ صراط مستقیم ہے جس پر ایک دفعہ ڈالا جائے تو انسان کے قدم وہاں رکتے نہیں بلکہ جہاں تک ہاتھ پکڑ کر لے گئے وہاں جا کر ختم ہو گئے بلکہ صراط مستقیم وہ صراط ہے جس کا سلسلہ انبیاء تک چلتا ہے۔ صراط الذین انعمت علیھم۔ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تک دراز ہے۔ وہ سارے سفر جو آپ نے صراط مستقیم میں روحانیت کے طے کئے ہیں اور جن کا ذکر اس آیت کریمہ میں بھی آیا ہے۔ جو میں نے ابھی پڑھ کر سنائی ہے۔ وہ صراط مستقیم وہی ہے جس کا سورہ فاتحہ میں ذکر ملتا ہے۔ پس

سورۂ فاتحہ پر زور دیں

اور بہت محنت سے ساتھ عقل کے ساتھ محبت کے ساتھ ذہن نشین کرائیں دل نشین کرائیں تو پھر عبادت کے جو باقی حصے ہیں وہ سورہ فاتحہ ہاتھ پکڑ کر آپ ہی آگے پھیلا دے گی۔ پھر HOME TASK کے طور پر ان کو دیں۔ ان کو کہیں کہ یہ ہم نے تمہیں یہاں سکھایا ہے۔ باقی نماز تمہیں نہیں آتی اب تم گھروں کو جاؤ گے تو جہاں جہاں بھی خدام الاحمدیہ کی تنظیم ہے یا انصار اللہ کی تنظیم ہے یا جماعتی تنظیم ہے (اس کے تابع اگر انتظام ہو رہا ہے) تم ان کو وہ ہدایت کریں کہ ان کو TAKE OVER کر لو۔ ہم نے اتنا پڑھا کر بھیج دیا ہے آگے تم سنبھالو اور اس سے آگے نگرانی میں پڑھانا یہ مقامی طور پر تمہارا کام ہوگا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تین دن کا جو پروگرام ہے وہ ایک سال تک بھی ممتد ہو سکتا ہے وہ تخم ریزی ہے جو آپ ان تربیتی اجتماعات میں کر سکتے ہیں جس سے آگے نشوونما ہو سکتی ہے مگر آپ نے اگر چند دنوں میں درخت کھڑے کرنے کی کوشش کی تو سارے درخت مرجھا جائیں گے۔ وہ جڑ نہیں پکڑ سکتے بیج لگانے کی کوشش کریں اور تربیتی نقطہ نگاہ سے بھی بیج کی حد تک رہیں عبادتوں کے قیام سے متعلق ایسی تلقین اور عبادت کے آداب سے متعلق ایسی تلقین کہ اس سے محبت پیدا ہو اور زبردستی نماز پر بلانے کی ضرورت نہ پڑے بلکہ اجتماع میں شوق پیدا ہو جائے اور خود بخود لوگ نمازوں پر قائم ہو جائیں۔ تھوڑا حصہ اپنے پیش نظر رکھیں اور اس تھوڑے کو دائمی بنانے کی کوشش کریں۔ اگر آپ دعا کے ساتھ یہ کام کریں گے اور دعا کی اہمیت بھی دلوں میں جاگزیں کریں گے تو یہ جو چند دنوں کے پروگرام ہیں یہ اللہ کے فضل کے ساتھ ان کی ساری نسل کے پروگرام بن سکتے ہیں۔ ان کی زندگیوں کے بلکہ آئندہ آنے والی نسلوں کے بھی پروگرام بن سکتے ہیں۔ اس پوری صدی کا پروگرام بن سکتا ہے۔ اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ ان سارے اجتماعات کے لئے اگر پہلے لمبے چوڑے پروگرام مقرر کئے بھی جا چکے ہوں تو میری اس مختصر ہدایت کی روشنی میں حقیقت پسندانہ پروگرام بنائیں اور جیسا کہ میں نے کہا ہے وہی کوشش کریں کہ یہ پروگرام جاری ہو جائیں۔ سارے سال کے لئے شامل ہونے والوں کو فائدہ پہنچائیں اور جب یہ آئندہ کلاس میں آئیں تو ان کی کیفیت بدل چکی ہو۔ اس سے بھی اگلے درجے کے طالب علم آپ تک پہنچیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معنی خیز پروگراموں کو خدا کی عطا کردہ توفیق کے مطابق بہت ہی زیادہ فائدہ مند بنانے کی ہمت عطا فرمائے۔

جلسہ سالانہ کے سلسلہ میں جیسا کہ میں نے پہلے بھی آپ کی خدمت میں چند مثالیں رکھی تھیں اب دنیا سے کثرت سے خط بھی آنے شروع ہوئے ہیں اور جماعت کی طرف سے رپورٹیں بھی آرہی ہیں کہ اللہ

کے فضل سے سب دُنیا پر اتنا گہرا اثر پڑا ہے کہ اس سے پہلے اس کی کوئی اور مثال ہمیں اپنی زندگی میں دکھائی نہیں دیتی اور جنہوں نے دیکھا ان میں ہر جگہ یہی تڑپ پیدا ہوئی ہے کہ کاش ہم وہاں ہوتے۔ یعنی یہ نہیں کہا کہ شکر ہے ہم نے بھی دیکھ لیا۔ شکر تو بہرحال کیا ہوگا لیکن ساتھ ہی یہ تڑپ پیدا ہوئی ہے کہ اوہو، ہو، ہو یہ تو صرف ٹیلی ویژن والا پروگرام نہیں تھا۔ وہاں تو شامل ہونا چاہیئے تھا۔ خوش قسمت ہیں وہ جو وہاں پہنچے۔ چنانچہ مجھے آپ سب کے لئے مبارک باد کے پیغام بھی مل رہے ہیں۔ ہماری طرف سے ان کو مبارک باد دیں الحمد للہ۔ اللہ نے ان خوش نصیبوں کو توفیق بخشی اور خدا ہمیں بھی توفیق بخشے کہ آئندہ ایسے پروگراموں میں شرکت کر سکیں۔

ایک شخص نے تو بہت حکمت کی بات لکھی ہے۔ اس نے کہا یہ

عالمی بیعت، دراصل بہت بڑے عالمی جلسے کی تیاری ہے

اور مجھے تو اس سے یہ پیغام ملا ہے کہ اب ہمیں بہت وسیع عالمی جلسے کی تیاری کرنی چاہیئے۔ جس کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں ہوگی۔ بات سچی ہے۔ میں بھی یہی سمجھتا ہوں تو دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کی تیاری اس رنگ میں کرنے کی توفیق بخشے۔ انتظامی تربیت تو اللہ کے فضل سے ہو رہی ہے۔ خدا سے ہم یہی امیدیں لگائے بیٹھیں گے۔ یہی دعا ہوتی ہے کہ جماعت کے انتظام بہتر سے بہتر ہوتے چلے جائیں مگر آنے والوں کی روحانی مہمان نوازی ان کی دینی تربیت کی صلاحیت پیدا کرنا اور ان اجتماعات کو ایک عظیم روحانی اجتماع میں تبدیل کرنا یہ ہمارا اوّل مقصد ہے اور اسی مقصد پر نگاہ مرکوز رہنی چاہیئے۔ اس مقصد کو ہمیشہ نظر کے سامنے رکھتے ہوئے دعائیں کریں کہ خدا ہمیں اس طرح کے عالمی جلسوں کی توفیق بخشے جو دنیا کے لحاظ سے بھی نظیر نہ رکھتے ہوں۔ اور دین کے لحاظ سے بھی نظیر نہ رکھتے ہوں۔ اس ضمن میں مکرم امیر صاحب کینیڈا کے خط کے بعض دلچسپ اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ تفصیلی خط ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اتنی جلدی اس پروگرام میں دلچسپی پیدا ہونی شروع ہوئی کہ ٹورانٹو ہی میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مسجد میں حاضری دو ہزار سے تجاوز کر گئی یعنی بڑی دور دور سے ٹورانٹو کے علاقے سے دور دور سے دو ہزار احمدی مرد و زن بچے شامل ہوتے رہے اور بیچ کے جو ناغے تھے ان کو ہم نے قرآن، درس حدیث، درس ملفوظات سے سجایا۔ بہت ہی اچھا پیارا پروگرام بنایا ایک بہت ہی دلکش مقامی جلسہ بن گیا جو ایک پہلو سے عالمی جلسے کا بھی حصہ تھا اور ایک پہلو سے مقامی جلسہ بنا ہوا تھا۔ ان کے لئے پھر خاطر مدارات کے بھی انتظام۔ لنگر خانہ مسیح موعود علیہ السلام جاری ہوا۔ مارکیز نو (MARQUEES) لگ گئیں۔ گویا کہ بہت ہی رونقیں لگیں اور کہتے ہیں کہ اتنا روحانی لطف آیا کہ الفاظ نہیں ہیں جو بیان کیا جا سکے۔ کہتے ہیں کہ افتتاحی تقریر کے بعد جس میں غالباً یہ اشارہ تھا کہ آئندہ کیا آنے والا ہے۔ کہتے ہیں کہ لوگ سخت بیتاب ہوئے اور اس خواہش کا اظہار کرتے تھے کہ کاش ہم بھی اسلام آباد پہنچ جائیں۔ ایک دوست کی حالت تو ایسی غیر ہوئی کہ گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ بار بار کہتے تھے کاش میرے پر ہوں میں بھی اڑ کر وہاں پہنچ جاؤں ایک۔ دوست نے اگلے روز بتایا کہ وہ ایئرپورٹ جا کر ساری رات کوشش کرتے رہے کہ کوئی جہاز مل جائے تو میں پہنچ جاؤں۔ لیکن آج کل جہازوں پر مسافروں کا بہت دباؤ ہے کیونکہ چھٹیاں ہیں اور یہ سفروں کے موسم ہیں۔ اس لئے آج کل مغرب میں سفر بہت مشکل ہو گیا ہے۔ اور اگر پہلے بکنگ نہ کروائی جائے تو سیٹیں آسانی سے نہیں ملتیں۔ بہرحال ان کو مجبوراً واپس آنا پڑا۔

اس کے بعد انہوں نے بعض اور باتیں لکھی ہیں۔ ایک بات انہوں نے یہ لکھی ہے جس کی طرف میں خصوصیت سے آپ کو بھی متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ نے اس دوران توحید کے ضمن میں یہ کہا کہ بعض لوگ جو مجھے کہتے ہیں کہ آپ کی دعا سے یہ ہوا۔ آپ کی دعا سے وہ ہوا۔ اس سے مجھے بہت تکلیف پہنچتی ہے۔ اللہ کے فضل کی باتیں کیا کرو۔ کہتے ہیں۔ یہ بات درست ہے لیکن یہ بات بھی درست ہے کہ مثلاً ہم نے کوششیں کیں۔ دعائیں کیں لیکن کام نہیں بنے آپ کو لکھا اور دعا کا جو جواب آیا اس سے بھی صاف پتہ لگتا تھا کہ کچھ ہونے والا ہے اور ناممکن ہوتا ہوا کام ممکن ہو گیا اور خدا کی طرف سے ہماری اس رنگ میں بڑی حوصلہ افزائی ہوئی کہ خلافت سے تعلق اور دعاؤں کے نتیجہ میں ہمارے رُکے ہوئے کام بھی چل پڑتے ہیں تو یہ حقیقت بھی سامنے ہے اور اُدھر آپ کی نصیحت بھی ہے۔ اب بتائیں ہم کیا کریں۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ قبولیت دعا سے وہ انکار نہیں تھا۔ مجھے یاد ہے کئی دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے زمانہ میں مختلف وقتوں میں بعض مشکلات آ پڑتی تھیں۔ بعض مسائل لاینحل دکھائی دیتے تھے۔ خود دعائیں کیں اور کوئی فرق نہ پڑا۔ ایک موقعہ خاص طور پر مجھے یاد ہے۔ میں دفتر وقف جدید میں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ اچانک مجھے یہ خیال آیا کہ اب تک حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں دعا کے لئے نہیں لکھا۔ چنانچہ دعا کے لئے لکھا اور دوسرے دن جو جواب آیا اور جواب کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ سارا رُکا ہوا کام بن گیا۔ ساری مشکل حل ہو گئی تو یہ واقعات درست ہیں اور اس میں کسی بندے کی ذات کا سوال نہیں ہے بعض مناصب پر اللہ تعالیٰ کی نظر ہے اور ان کا احترام دنیا میں قائم کرنے کے لئے ان سے تعلق قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ غیر معمولی طور پر رحمت فرماتا ہے۔ پس جب تک میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رح کا ایک ادنیٰ غلام اور چاکر تھا میں آپ کی دعاؤں سے مدد حاصل کرتا رہا اور میں نے بہت برکتیں دیکھیں۔ پس اس حقیقت سے میں ہرگز انکار نہیں کر رہا۔ اس کے علاوہ سلسلہ کے بہت سے بزرگ ہیں جن کو میں جانتا ہوں۔ خود میں نے بھی ان کو دعاؤں کے لئے لکھا ہے اور ان کی برکتوں سے فیضیاب ہوا ہوں اب بھی مجھے لکھنے میں نہ صرف عار نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ضروری ہے کہ بزرگوں کو جن کا خدا سے تعلق محسوس ہو۔ ان کو دعا کے لئے لکھا جائے اور ہر طرف دعا کا یہ انتشار کیا جائے۔ یہ

جماعت احمدیہ کا تشخّص

ہے۔ آج دنیا میں جماعت احمدیہ کے سوا کوئی جماعت نہیں ہے جہاں اس کثرت سے، اس تکرار سے اور اس یقین کے ساتھ دعاؤں کے چرچے ہوں اور دعاؤں کے لئے ایک دوسرے سے درخواستیں کی جا رہی ہوں۔ پس یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ دعا میں کچھ بھی نہیں ہے۔ دعا خدا تعالیٰ کے فضل جذب کرنے کا ایک ذریعہ ضرور ہے اور قطعی ذریعہ ہے اور اتنا اہم ذریعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دعا نہ ہوتی تو مجھے تمہاری کچھ بھی پرواہ نہیں تھی پس دعا سے انکار نہیں تھا لیکن کہنے کے ڈھب ہوتے ہیں اور اگر ایک شخص خصوصیت سے اس طرح بات کرتا ہو کہ ذہن میں یہ تکلیف دہ خیال جگہ پا جائے کہ یہ مجھے خاص طور پر ابھار رہا ہے۔ اور گویا میرا مرتبہ بڑھا کر پیش کر رہا ہے مجھے بتا رہا ہے کہ سب کچھ آپ کی دعا سے ہوا اور بار بار اس بات کی تکرار کرتا ہے۔ کہنے کا انداز ہوتا ہے۔ اس صورت میں شدید تکلیف پہنچتی ہے میں نے دیکھا ہے۔ بعض دفعہ لوگ کہتے ہیں کہ جناب آپ کی دعا سے ..... میں سن لیتا ہوں لیکن کہنے کی طرز مجھے پسند نہیں آتی۔ میرا دل چاہتا ہے کہ یہ کہیں کہ اللہ نے فضل فرمایا۔ آپ کی دعا قبول کر لی۔ یہ بیشک کہیں کہ مشکل میں تھے، اللہ نے بہت فضل فرمایا آپ کی عاجزانہ دعا کو پایۂ قبولیت میں جگہ بخشی اور اس کے نتیجہ میں رحم فرما دیا۔ یہاں تک تو کوئی شرک والی بات نہیں لیکن خدا کا ذکر بیچ میں نہ آئے اور بار بار کہا جائے آپ کی دعا۔ آپ کی دعا۔ اس سے تو اعصاب ٹوٹ جاتے ہیں اور بعض دفعہ میں اُس سے جان بوجھ کر عدم توجہ کرتا ہوں کیونکہ یہ کہنا بھی جائز نہیں ہے، مناسب نہیں ہے کہ اس کو کہا جائے کہ نعوذ باللہ تم نے ایک مشرکانہ رنگ اختیار کیا ہے کیونکہ وہ بیچارا کہہ تو یہی رہا ہے کہ اللہ نے دعا قبول کی اس کی دل آزاری نہ ہو جائے اس لئے میں اعراض کرتا ہوں اور اعراض کرتا ہوں تو وہ سمجھتے ہیں کہ میں نے سنا ہی نہیں۔ چنانچہ ہر آدمی تو نہیں لیکن بعض ایسا کرتے ہیں کہ پھر بار بار وہی بات کرتے چلے جاتے ہیں تو یہ سارے تلخ تجربے میرے پیش نظر تھے جن کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں نے نصیحت کی تھی کہ صرف مجھے ہی نہیں اوروں کو بھی جن کی دعا قبول ہوتی ہے شکریہ کے طور پر بیشک کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان فرمایا

کہ ہم نے آپ کو بھی دعا کے لیے لکھا تھا۔ خدا نے آپ کی دعا بھی قبول فرمائی ہوگی اور اس سلسلہ میں جہاں تک آپ کی دعا کا تعلق ہے ہم آپ کے ممنون ہیں لیکن اصل احسان خدا ہی کا ہے۔ پس اللہ کے احسان کو ہمیشہ غالب رکھیں اور اتنا نمایاں طور پر غالب رکھیں کہ آپ کے دیکھنے کے بھی کبھی گوشے میں یہ خیال نہ پیدا ہو کہ کوئی بزرگ آپ کا اس رنگ میں وسیلہ بنتا ہے جیسے دنیا کے دوسرے مذاہب میں بُت پرستی شروع ہوئی ہے۔ آج نہیں تو کل یہ چیز بزرگ پرستی میں تبدیل ہو سکتی ہے اور بزرگ پرستی سے ڈرتے ہوئے ایسی نفرت ہے کہ خدا نے میری طبیعت میں اس کے خلاف اشتعال رکھ دیا ہے۔ میں برداشت ہی نہیں کر سکتا کہ دنیا میں بزرگ پرستی کی جائے۔ میں تو یہ توقع رکھتا ہوں کہ آپ سب اولیاء اللہ بن جائیں [illegible] بہت سے ہیں جیسے دعا گو مریض رکھتے ہیں کہ افریقہ کے جنگلوں میں یہ ہو رہا تھا اور ہم بالکل عاجز آ گئے تھے۔ تو ہم نے عاجزانہ دعا کی اور خدا نے اس طرح نشان دکھایا۔ یہ تو بہت مزے کی بات ہے اور دل خوش ہو جاتا ہے لیکن بزرگ پرستی کا رنگ اختیار نہ کریں خواہ میری ذات سے متعلق ہی کیوں ہو کیونکہ یہ آئندہ نسلوں کی تباہی کا موجب بن سکتی ہے۔ مرتبہ وہی ہے جو خدا کا مرتبہ ہے۔ اس کے بعد سارے مرتبے اسی کے تعلق سے بنتے ہیں اور اس اولیت کو اور اس ثانویت کو ہمیشہ واضح طور پر پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ شرک کو نہ تصور میں نہ عمل میں داخل ہونے کی کوئی گنجائش ہی باقی نہ رہے۔ اپنے آپ کو شرک سے کلیۃً پاک کریں۔ پس یہی وہ توحید کا مضمون ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے متعلق قرآن کریم نے یہ گواہی دی ہے کہ اے محمد! تو یہ اعلان کر کہ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ کہ میری عبادتیں اور میری تمام تر قربانیاں، میری زندگی اور موت، میرا مرنا جینا سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہو چکا ہے۔ اس مضمون کا اطلاق آپ کی زندگی کے ہر شعبے پر ہوتا تھا۔ اس آیت کی راجدھانی آپ کی مکمل ذات پر تھی۔ آپ کی ذات کا ایک ذرہ بھی اس آیت کے عمل سے باہر نہیں تھا۔ آپ کا وجود کامل طور پر اس آیت کے تابع زندگی بسر کر رہا تھا۔

اس ضمن میں جو حوالے بیان کثرت سے ملتی ہیں اُن میں سے ایک

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث

ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتیں بیان ہوئی ہیں مگر غور طلب بات یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی ایسی ہیں جن میں انسان عموماً سمجھتا ہے کہ چھوٹی سی باتوں میں اگر خدا کی مرضی سے ہٹ بھی جایا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ حالانکہ بعض دفعہ چھوٹی باتوں میں اطاعت زیادہ عظمت کا نشان ہے اور توحید پرستی کی زیادہ علامت بن جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آپ نے کبھی کسی کو نہیں مارا، نہ کسی عورت کو، نہ خادم کو البتہ اللہ تعالیٰ کے رستہ میں خوب جہاد کیا ہے یعنی مزاج ایسا تھا کہ کسی کے اوپر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہتے تھے لیکن خدا کے رستے پر جہاد بھی کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ دراصل آپ کی نرمی بھی خدا کی خاطر تھی۔ ایک پہلو جو اس میں بیان ہونے سے رہ گیا تھا وہ یہ ہے کہ کبھی کسی کو نہیں مارا تو کیوں نہیں مارا؟ اللہ کی وجہ سے۔ اللہ کی محبت [illegible] اور اللہ کے خوف سے۔ کیوں یہ بات کہ نہ مارنے کا تعلق خدا کے خوف سے تھا یہ حضرت ابن مسعودؓ کی ایک روایت سے ثابت ہوتی ہے۔ غالباً ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ وہ غلام کو مار رہے تھے، اس سے کوئی بہت نازیبا حرکت ہوئی تھی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس طرف بڑھے اور خدا کا خوف دلایا کہ [illegible] رہے ہو۔ آپ کی آواز میں ایسا جلال تھا کہ حضرت ابن مسعودؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں اس غلام کو آزاد کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اگر نہ کرتے تو جہنم کا خطرہ تھا یعنی میں تمہیں جہنم کی آگ سے ڈراتا ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کا مارنے سے رکنا اللہ کے جلال کی وجہ سے تھا اور دوسروں کو جب آپ نے اس طرح کمزوروں پر ہاتھ

اٹھاتے ہوئے دیکھا تو اس وقت آپ کے دل کی نیت کھل کر باہر آ گئی۔ پس جیسا کہ میں نے پہلے بھی کئی بار آپ کو نصیحت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خاموش سیرت گہرے پانی کی طرح ہے۔ اس میں ڈوب کر آپ کے حسن و جمال کا اندازہ کریں تو حیران ہو جائیں گے کہ ان خاموش اداؤں میں خدا کی کتنی گہری محبت پائی جاتی تھی اور توحید کتنی زیادہ اس میں جلوہ گر تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سیرت کا عرفان عطا فرمائے کیونکہ اگر سیرت کا عرفان ہو جائے تو ہماری زندگیوں کے نقشے بدل سکتے ہیں۔

اللہ کی خاطر جہاد کیا سے مراد یہ ہے کہ جہاں خدا کی خاطر سختی کرنی پڑتی ہے وہاں ضرور کی ہے اور وہ مثال نظر آتی ہے جو میں نے پہلے بیان کی تھی یعنی حدود کے اطلاق میں کوئی نرمی نہیں کی۔ اتنا نرم دل تھا کہ کسی کو ادنیٰ سی تکلیف بھی نہیں پہنچا سکتے تھے مگر جب اللہ تعالیٰ کی حدود کا سوال ہوا ہے تو دل کو پتھر کر لیا اور خدا کی رضا کی خاطر وہ سزا دی کہ آپ کی ذات کے ساتھ اس سزا کا کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں تھا۔ یعنی ایسی سزائیں کہ جن کو سنتے ہیں تو آج بھی دل دہلتا ہے کہ اتنی سخت سزا ہے اور جاری کرنے والا وہ ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اس ذات کو اس سزا کے نتیجہ میں جو تکلیف پہنچتی ہوگی۔ یہ بھی وہ خاموش سیرت ہے جس کا بیان کہیں نہیں ملتا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جب بھی کوئی سزا نافذ کرتے تھے تو چونکہ یہ آپ کی فطرت کے مخالف چیز تھی اس لیے مجھے یقین ہے کہ آپ کو سزا پانے والے سے بڑھ کر تکلیف ہوتی تھی مگر [illegible] کی خاطر خدا کے نام پر اس کی محبت میں جو جہاد فرمایا ہے وہ اس قسم کا جہاد ہے جس کا ذکر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے ورنہ جو قتال ہے اس میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے صرف ایک بدنصیب شخص کو نیزہ مارا تھا اور جس کی نوک سے آخر وہ مارا گیا۔ نوک لگنے سے ہی وہ زخم اتنا گہرا ہو گیا کہ وہ مر گیا ورنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمن کو عملاً مارنے کی کوئی اور گواہی میرے علم میں نہیں۔ ممکن ہے کہ لڑائی کے دوران کہیں تھوڑی بہت [illegible] پہنچی ہو لیکن تاریخ نے محفوظ نہ کی ہو۔

پھر فرماتی ہیں: خدا کی خاطر انتقام چھوڑ دیتے تھے۔ انتقام [illegible] لیتے تھے لیکن جب خدا کی حرمت کا سوال اٹھتا اور شعائر اللہ کی بے حرمتی کی جاتی تو پھر اس کا انتقام ضرور لیتے تھے۔ مراد وہی بات ہے جو میں نے کی ہے کہ شعائر کی بے حرمتی میں اس حد تک انتقام لیتے تھے جس حد تک اللہ تعالیٰ انتقام کی ہدایت فرماتا تھا اس سے بڑھ کر نہیں۔ پس اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سیرت کے وہ تمام پہلو ہیں جن میں آپ کا کسی جذبہ کے اظہار سے رک جانا بھی شامل ہے، محبت اور پیار کا اظہار بھی شامل ہے۔ عفو بھی شامل ہے اور سزا بھی شامل ہے۔ یہ تمام امور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی توحید کے ساتھ کامل وابستگی کے نشان ہیں۔ توحید کے ساتھ کامل وابستگی ان معنوں میں کہ خدا کے بعد کوئی ذات باقی نہ رہی۔ اپنی ذات بھی آپ نے کھو دی۔ جہاں تک آپ کی کائنات کا تعلق تھا اس کائنات میں خدا کے سوا کوئی وجود نہیں تھا اور خدا کے وجود کے حوالے سے دوسرے وجود ابھرتے تھے۔ خدا ان وجودوں سے جو سلوک چاہتا تھا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وہی سلوک ان سے کرتے تھے۔ اپنی ذات بیچ میں سے ہٹ گئی تھی۔ ساری کائنات ہٹ چکی تھی۔ صرف ایک خدا باقی تھا اور اللہ کے حوالے سے ایک نئی کائنات ابھری تھی۔ موحد کے لئے ایک نئی دنیا پیدا ہوا کرتی ہے۔ تبھی قرآن کریم نے خلق آخر کا مضمون بیان فرمایا ہے۔ وہ مومن جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے تعلق باندھ لیتا ہے اور خدا کا اس سے تعلق قائم ہو جاتا ہے اس الٰہی تعلق کے نتیجہ میں وہ خلق آخر پاتا ہے۔ اگر اس کو اسی دنیا میں نئی خلق عطا ہوئی ہے تو باقی دنیا بھی دراصل اس کے لیے ایک نئی خلق کی صورت میں ابھرتی ہے۔ وہ دنیا کو نئے

زاویہ سے دیکھنے لگتا ہے۔
تیرہواں نکتہ شہداء کے درجات

حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اللہ کے لئے غیرت

کا تعلق ہے۔ اس سلسلہ میں ایک لمبی حدیث میں سے ایک حصہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ جنگ اُحد میں جب وہ دردناک واقعہ پیش آیا کہ وہ صحابہ جو ایک درّے پر مامور فرمائے گئے تھے اور حکم تھا کہ تم نے وہاں سے کسی قیمت پر نہیں ہلنا لیکن ان میں سے بعض نے جب یہ دیکھا کہ دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے ہیں اور وہ بے تحاشہ بھاگ رہا ہے تو انہوں نے یہ سمجھا کہ اب ہمارا جو دائرہ اختیار تھا وہ ختم ہو گیا ہے یعنی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ہمارے لئے جو حکم دیا تھا اس کا دائرہ ختم ہو گیا۔ اب اس کی حد ختم اور اب ہم آزاد ہیں جو چاہیں کریں۔ فتح ہو گئی۔ ساری عمر کے لئے تو یہاں نہیں بیٹھنا تھا۔ گویا یہ ان کے ذہن نے سوچا اور یہ سوچ غلط تھی کیونکہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا فرمان بالکل واضح تھا کہ جب تک میں اجازت نہ دوں خواہ فتح بھی ہو جائے تم نے نہیں ہلنا۔ بہرحال غلطی ہوئی اور اس کی بہت بڑی سزا سب مسلمانوں کو بھگتنی پڑی کیونکہ بعض دفعہ ایک غلطی سے قوم کو سزا ملتی ہے۔ ایک ڈرائیور ایکسیڈنٹ کرتا ہے لیکن ساری بس کے لوگ مارے جاتے ہیں۔ یہ ایک قانون قدرت ہے کہ بعض غلطیاں قوم کے لئے تکلیف دہ بن جایا کرتی ہیں۔ بہرحال جب وہ ابتلا کا وقت آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اپنے بعض عشاق کے جھرمٹ میں ایک غار میں پناہ گزیں تھے اس وقت ابوسفیان نے بڑی تعلّی سے یہ اعلان کرنا شروع کیا کہ ہم جیت گئے۔ بدر کا بدلہ لے لیا گیا اور اس اعلان کے بعد اس نے بلند آواز سے یہ کہا کہ کیا مسلمانوں میں محمدؐ ہے؟ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم زندہ موجود ہیں؟ صحابہؓ نے جواب دینے کی کوشش کی لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا کہ بالکل جواب نہیں دینا۔ پھر اُس نے اعلان کیا کہ کیا ابن ابو قحافہ ہے یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلند آواز سے تین دفعہ اُس نے یہی کہا لیکن چونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اجازت نہ دی تھی اس لئے۔ سب خاموش رہے پھر حضرت عمرؓ کے متعلق آتا ہے کہ جب اُس نے کہا ابن خطاب ہے تو حضرت عمر کچھ بے قابو ہوئے اور جواب پر تلے۔ کیونکہ آپ کے مزاج میں اس لحاظ سے ذرا زیادہ تیزی پائی جاتی تھی کہ کون ہوتا ہے عمرؓ کی بے عزتی کرنے والا۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے پھر ہاتھ کے خاص اشارے سے کہا کہ نہیں بالکل جواب نہیں دینا۔ چنانچہ وہ خاموش رہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ جواب دے دیا تھا مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ روایت کرنے والے نے شاید غلطی کی ہو۔ مجھے اس بات پر تسلی نہیں ہے کیونکہ آخر وقت پر جو بات رونما ہوتی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت تک صحابہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے پر خاموش ہی رہے تھے اور دشمن کو پتہ نہیں لگ سکا تھا کہ وہ کہاں پناہ گزیں ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آہستہ آواز میں اپنے دل کا غصہ نکال لیا ہو اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے کے احترام میں اونچی آواز استعمال نہ کی ہو مگر یہ پہلو غور طلب ہے کہ آپ نے جواب دیا تھا یا نہیں بہرحال جب یہ بات ختم ہوئی تو پھر ابوسفیان نے بڑے زور سے یہ نعرہ لگایا: اُعْلُ ہُبَل اُعْلُ ہُبَل۔ کہ ہبل کی سربلندی ہو۔ ہبل کی سربلندی ہو۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بے قرار ہو گئے۔ اور فرمایا جواب کیوں نہیں دیتے جواب کیوں نہیں دیتے۔ یعنی جب تک ذاتی انسانی عزتوں کا سوال تھا تو آپ کو کوئی پرواہ نہیں تھی اور حکمت کا تقاضا بھی یہی تھا۔ بہت زخمی تھے، چند تھے، کمزور تھے، دشمن بڑا غالب تھا اور عارضی فتح اس کے سر کو چڑھی ہوئی تھی۔ ایسے موقعہ پر جواب دے کر اپنی جان کو

خطرے میں ڈالنے والی بات تھی۔ پس جب تک انسانی عزتوں کا سوال تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بار بار سختی کے اشارے سے صحابہ کو منع کیا۔ نہ اپنی عزت کی پرواہ کی نہ دوسرے صحابہ کی عزت کی مگر جب اس نے ہبل کی خدائی بلندی کا نعرہ لگایا تو حضور اکرم بے قرار ہو گئے اور فرمایا جواب کیوں نہیں دیتے، جواب کیوں نہیں دیتے صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا: اُس سے کہو اور یہ اعلان کرو کہ اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلّ، اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلّ۔ خدا ہی ہے جو سب سے زیادہ معزز ہے اور سب سے زیادہ جلیل القدر اور جلیل الشان ہے۔ اس سے زیادہ شان دار کوئی وجود نہیں ہے۔ پس حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے جمال کے تابع تھا اور کوئی فیصلہ خدا کی عظمت کے تصور کے بغیر نہیں تھا۔ اس کی عظمت کے تصور کو آپ کے فیصلوں میں کوئی دخل نہیں تھا کیونکہ اللہ کی عظمت کے پیش نظر آپ بولتے تھے اللہ کی عظمت کے پیش نظر خاموش رہتے تھے اور کسی انسانی مفاد کا آپ کے بولنے اور آپ کی خاموشی میں کوئی دخل نہیں ہوتا تھا۔ جب خدا تعالیٰ کی توحید بیان کرتے تو ایک خاص جوش پیدا ہو جاتا تھا۔ ایک خاص جلال پیدا ہوتا تھا اور صحابہؓ کی زندگی پر اتنا گہرا اثر پڑتا تھا کہ بعض ایسے خطابات ہیں جن کو صحابہ نے سنا اور ازبر کیا اور آگے اپنی نسلوں تک ان خطابات کو پہنچایا گیا ہے کہ ایک موقعہ پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس طرح اللہ تعالیٰ کے جلال اور جلال کا ذکر فرمایا۔ ان الفاظ میں آپ کے سامنے میں یہ حدیث رکھتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے: اے میرے بندو! میں نے اپنی ذات پر ظلم حرام کر رکھا ہے اور میں نے اُسے تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے۔ پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب گم گشتہ راہ ہو سوائے ان لوگوں کے جن کو میں صحیح رستے کی ہدایت دوں پس مجھ سے ہدایت طلب کرو۔

یہاں اپنی ذات پر ظلم حرام کر رکھا ہے کہنے کے بعد فرمایا اور میں نے اُسے تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے ان دو باتوں کا گہرا تعلق ہے اور یہ تعلق میں آپ پر واضح کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات میں انسان کے تمام مصالح اور تمام مفادات مجتمع ہو جاتے ہیں کیونکہ اگر خدا ہی ہے اور کچھ نہیں تو انسان کے سارے مفادات اس ایک ذات سے وابستہ ہو جاتے ہیں لیکن وہ مفادات حاصل کیسے ہوں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ان اسرار سے پردہ اٹھایا ہے اور یہ فرما رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنی ذات پر ظلم حرام قرار دیا ہے۔ پس جب تک تم اپنی ذات پر ظلم حرام قرار دیئے رکھو گے تمہارا تعلق خدا سے رہے گا۔ جو تمہیں ظلموں سے بچانے کا ذمہ دار ہو جائے گا۔ اگر تم نے اپنی ذات پر ظلم حلال کر لئے تو خدا کے اس پہلو سے تمہارا تعلق ٹوٹ جائے گا۔ یعنی خدا کی ذات سے تعلقات کی دراصل ایک حبل نہیں بلکہ بہت سی رسیاں ہیں اور ہر رسی کا کسی خاص صفت سے تعلق بنتا ہے بعض لوگ کسی ایک صفت میں اللہ تعالیٰ کی کامل غلامی اختیار کر لیتے ہیں اور اسی کے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ بعض دوسری صفات میں ویسے نہیں ہو سکتے خدا اس پہلی نیکی کے پھل سے اُن کو محروم نہیں رکھتا جس جگہ بھی اور جتنا بھی تعلق انسان خدا سے باندھے اسی حد تک خدا اپنے رحم و کرم کے جلوے اور اپنے فضل کے جلوے اس انسان کو دکھاتا ہے پس ٹکڑوں ٹکڑوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جو نصائح فرمائی ہیں ان میں یہ حکمت ہے کہ تم کمزور انسان ہو کس طرح دنیا کے ظلموں سے بچ سکتے ہو۔ تم میں طاقت تو نہیں ہے لیکن تم میں ایک طاقت ضرور ہے کہ اگر چاہو تو دنیا کو اپنے ظلموں سے بچا لو۔ اللہ تعالیٰ تم سے یہ توقع تو نہیں رکھتا کہ تم طاقت سے ہر ظالم کو دنیا کے ہر ظالم کے ظلم سے بچتے رہو جیسے فرمایا لا یکلف اللّٰہ

نفساً اِلَّا وُسْعَهَا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ نصیحت ضرور کرتا ہے کہ خدا کے نام پر بنی نوع انسان کو اپنے ظلموں سے بچاؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو خدائے واحد کی غیرت تمہاری حفاظت فرمائے گی۔ اور تمہیں بنی نوع انسان کے ظلموں سے بچائیگی۔ پھر فرمایا اے میرے بندو! تم سب گم گشتہ راہ ہو سوائے ان لوگوں کے جن کو میں صحیح رستے کی ہدایت دوں پس مجھ سے ہدایت طلب کرو۔ میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ ایک ہدایت تو وہ جو قرآن کی صورت میں ہمیشہ ہمیش کے لئے ہم تک آ پہنچی اور وہ ہماری دائمی جنایت ہے پھر یہاں کس ہدایت کا ذکر ہے؟

اصل واقعہ یہ ہے کہ

قرآن کریم کی ہدایت سے فیض یاب ہونے کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے ہدایت مانگنی پڑتی ہے

بہت سے ایسے لوگ ہیں جو قرآن کریم پڑھتے ہیں۔ جگہ جگہ ان کے لئے اشکال آتے ہیں۔ وہ علماء کی طرف دوڑتے ہیں۔ کتابیں بھی پڑھتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ وہ مشکلات دور ہو جائیں۔ یہ اچھی بات ہے۔ محنت کرنی چاہیئے مگر سب سے پہلے دعا کرنی چاہیئے اور یہی مضمون یہاں بیان ہوا ہے۔ وہ لوگ جو دعا کی طرف متوجہ نہ ہوں اور انسانوں سے ہی قرآن کریم کے مسائل سیکھنے کی کوشش کریں یہ ہے انحصار انسانوں پر ہو ان کو کبھی بھی سچا عرفان نصیب نہیں ہوتا بعض لوگ ایسے ہیں کہ پھر ان کو ایک اشکال کے بعد دوسرا اشکال دکھائی دینے لگتا ہے ایک مسئلہ حل ہوتا ہے تو ایک اور کھڑا ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقعہ پر بڑی واضح نصیحت فرمائی کہ تم مجھ سے پوچھتے ہو اچھی بات ہے پوچھا کرو لیکن دعا تو کیا کرو۔ دعا کر کے خدا سے براہ راست ہدایت تو طلب کیا کرو۔ پھر بہت سے ایسے مسائل ہیں جو خدا خود تمہیں سمجھا دے گا اور اس طرح ہر بات میں احتیاج نہیں رہے گا۔ یہ لازم ہے کہ ہر انسان کا ایک مرتبہ ایک مقام ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے بعض کو زیادہ عرفان عطا کیا ہوتا ہے بعضوں کو کم اس لئے دعا کے بعد بھی ایک احتیاج رہ جاتا ہے لیکن اس احتیاج میں اور دعا کے بغیر احتیاج میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ دعا کے بعد جو احتیاج باقی رہتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ خود پورا فرماتا ہے۔ تسلی عطا کرتا ہے جو ہر سائل کا اصل مقصد ہے کہ اس کے دل کو تسلی نصیب ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت بھی تو یہی تھی۔ دل میں ایک اشکال پیدا ہوا کہ مردے کیسے زندہ ہوں گے۔ وہ قبریں جو صدیوں سے مٹی ہوئی ہیں یہ کیسے زندہ ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے بڑی عاجزی کے ساتھ عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو ایمان نہیں لاتا۔ عرض کیا کہ اے آقا! ایمان تو لاتا ہوں لیکن دل کو بھی تو اطمینان نصیب ہو۔ بہت ہی پیاری بات ہے۔ اس کو پیش نظر رکھیں۔ ایمان کے ذریعہ قرآن کریم کی ہر بات کو تسلیم کرنا یہ اور بات ہے۔ یہ ایمان اور اسلام کے ساتھ تعلق والی بات ہے۔ طمانیت قلب کا مضمون اور ہے۔ آپ ہاں کہہ جاتے ہیں۔ سر تسلیم خم کر دیتے ہیں لیکن بعض دفعہ دل مطمئن نہیں ہوتا۔ اطاعت کے جذبے سے ایسا کرتے ہیں مگر انبیاء اور صلحاء کی سنت یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے تسکین دل بھی طلب کرتے ہیں اور اس کے بغیر ایمان کو درحقیقت دائمی زندگی نصیب نہیں ہوا کرتی۔ جہاں طمانیت قلب میں کمی ہو وہاں جگہ جگہ خلا پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ خلا جو ہیں وہ عمومی کمزوری کا موجب بن جایا کرتے ہیں۔ بعض دفعہ جب ہوائی جہازوں کے پر ٹوٹ جاتے ہیں اور تحقیق کی جاتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ جب ان کو بنایا گیا تھا تو ہوا کے بعض بلبلے ان کی تخلیق میں داخل ہو گئے اور جہاں جہاں بلبلہ ہے وہاں وہاں کمزوری ہے۔ پس کثرت استعمال سے ان بلبلوں کے ارد گرد کمزوری بڑھنی شروع ہوئی اور بالآخر وہ پر ٹوٹ گئے جبکہ سائنس کے نقطۂ نگاہ سے جس طرح تیاری کی جاتی ہے بظاہر ان کو نہیں ٹوٹنا چاہیئے۔ پس ایمان میں بھی بعض دفعہ خلا کے بلبلے آ جاتے ہیں اور وہی جگہ ہے جس کا طمانیت سے تعلق ہے۔ پس وہ لوگ جن کے دل مطمئن نہیں ہوتے ان کو لازماً اللہ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اور خدا سے ہدایت طلب کرنی چاہیئے اور خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ تم مجھ سے ہدایت مانگو گے تو میں تمہیں ضرور ہدایت دوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ کے ہدایت عطا کرنے کے کئی رستے ہیں۔ بعض دفعہ دل میں ایک سوال اٹھتا ہے تو ضروری نہیں کہ اس کا جواب خدا کی طرف سے رؤیا میں ملے یا الہام ہو اچانک ایک کتاب پر ہاتھ پڑ جاتا ہے اور اس کتاب میں وہی مضمون بیان ہوا ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی تحریر سامنے آ جاتی ہے جس سے سارا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ پس ہدایت طلب کرنے کی عادت کو اختیار کریں اور اس کو پکڑ لیں۔ ہر مشکل کے وقت پہلے اللہ ہی کا خیال آنا چاہیئے۔ خدا ہی سے مدد مانگیں۔ ہر مسئلے کے وقت پہلے اللہ سے پوچھیں اور پھر دنیا کی کوششیں ضرور کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان میں برکت ڈالے گا۔ پھر فرماتا ہے۔ میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جس کو میں کھانا کھلاؤں پس مجھ سے رزق طلب کرو۔ میں تم کو رزق دوں گا۔

یہاں صرف بھوک کے پیش نظر نہیں ہیں، جن کو واقعی کھانا نہیں ملتا۔ امیر بھی اور غریب بھی تمام بنی نوع انسان اس میں شامل ہیں۔ پس ہر کھانا جو ہمیں نصیب ہوتا ہے وہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ رزق ہے۔ اگر خدا اس رزق سے ہاتھ کھینچ لیتا تو ہمیں نصیب نہ ہوتا۔ بعض دفعہ خدا تعالیٰ اس طرح بھی ہاتھ کھینچتا ہے کہ رزق سامنے ہے لیکن کھانے کی توفیق ہی نہیں۔ بچے ہیں جن کو بیماری ہو جاتی ہے اور بھوک ہی نہیں لگتی ماں باپ روتے پھرتے ہیں کہاں کو ہم اچھے سے اچھا کھانا دیتے ہیں لیکن ان کے نصیب میں ہی نہیں ہے۔ پس یہ بہت بڑا اور وسیع مضمون ہے جس کا زندگی کے ہر شعبے سے تعلق ہے جس میں انسان رزق کا محتاج ہو خواہ وہ رزق مال و دولت کی شکل میں ہو۔ خواہ وہ کھانے پینے کی شکل میں رزق ہو۔ بعض دفعہ مال و دولت نصیب ہوتا بھی ہے لیکن اس کا فیض انسان کو حاصل نہیں ہوتا بڑے بڑے امیر لوگ ایسے ہیں جن کے سینوں میں آگ لگی رہتی ہے کچھ بھی فائدہ نصیب نہیں ہوتا۔ پس فرمایا ہے کہ میں رازق ہوں۔ میں رزق دیتا ہوں مجھ سے مانگو۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں رزق نصیب بھی ہو تو خدا سے ضرور رزق مانگنا چاہیئے۔ وہ رزق خدا کی طرف سے عطا کردہ رزق بنا ہوا ہو اور ہماری کمزوریوں کے نتیجہ میں حاصل کردہ رزق نہ ہو۔ جب آپ اس مضمون میں داخل ہوں تو مالی معاملات میں صفائی کا مضمون اس کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے۔ ایک طرف انسان خدا کو یہ عرض کرتا ہے کہ اے خدا! میرا تو ہر کھانا تیری عطا ہے۔ تجھ سے نہ مانگوں تو مجھے کچھ بھی نہ ملے اور دوسری طرف بھائیوں سے، دوستوں سے بددیانتیاں، بے ایمانیاں اور جھوٹے وعدے کر کے پیسے بٹورنا بلکہ بعض لوگ اپنے ماں باپ کی وفات پر اپنے بھائیوں اور بہنوں کے حق مار جاتے ہیں۔ کئی ایسے مقدمے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ بہنیں عمر بھر روتی رہیں لیکن ظالم بھائی قابض تھے انہوں نے جائیداد میں سے بہنوں کو کچھ نہ دیا۔ یہ ساری مثالیں عملاً شرک کی مثالیں ہیں اور ان کا تعلق اس حدیث کے اس حصے سے ہے کہ میں رزق دیتا ہوں مجھ سے طلب کرو۔ دیکھو کہ مار پیاں کیوں کرتے ہو۔ بددیانتیاں کیوں کرتے ہو۔ ایک دوسرے کا حق کیوں مارتے ہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو وہ کھانا جو تم کھا رہے ہو وہ خدا کا عطا کردہ نہیں رہیگا یعنی خدا تعالیٰ کی رضا اس میں شامل نہیں رہے گی اور ایسا رزق تو زہر بن جائے گا۔ تمہارے دین و دنیا کے لئے تباہی کا موجب بن سکتا ہے پھر فرمایا میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جس کو میں لباس پہناؤں۔ اب دیکھیں ہم سب نے لباس پہنے ہوئے ہیں اور کبھی خیال ہی نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے لباس پہنایا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دستور یہ تھا کہ جب کوئی لباس پہنتے تھے تو پیار کے ساتھ بسم اللہ پڑھا کرتے تھے اور اس کو اس طرح ہاتھ لگاتے تھے جس طرح ایک محبوب نے تحفہ دیا ہے۔ محبت اور ملائمت کے ساتھ پھیرتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے کہ اس نے عطا کیا ہے تو وہ لباس ہوتا جو واقعی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا۔ وہ دنیا کا لباس بھی نیا کہ

لباس التقویٰ بن گیا تھا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ہر لباس لباس التقویٰ تھا کیونکہ ہر لباس کو اللہ کی عطا سمجھتے تھے۔ وہ نہ توقف تھا کہ پاک سے پاک شاندار لباس پہنے ہوئے ہیں اور وہ نہیں سمجھتے تھے کہ ہماری کوششوں سے ہماری محنتوں سے ہمیں نصیب ہو رہے ہیں اور خدا کا شکر دل میں پیدا نہیں ہوتا وہ ننگے ہی رہتے ہیں۔ پس یہاں تم ننگے تھے میں تمہیں پہناتا ہوں کا ایک اور مضمون بھی ہے اور وہ یہ کہ تم ہر لباس میں ننگے ہو جب تک اللہ تمہیں لباس فطرت عطا نہ کرے۔ یہی خدا سے اپنی رحم مانگو۔ غالب بھی کہتا ہے

ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی
میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا

میری تو ساری زندگی ایک ننگے وجود کی تھی۔ ننگے وجود کے دو معنی ہیں۔ اصل معنی تو ہے۔ وجود کے لئے شرم کا موجب ہو وجود کے لئے ایک شرم اور عار تھا۔ ایسا ناقص انسان تھا کہ وجود گویا مجھ سے شرمندہ ہوتا تھا کہ یہ بھی کوئی وجود ہے لیکن اس میں ایک فن ہے۔ کھیل کھیلا گیا ہے ننگے کا مطلب ویسے ننگا ہونا بھی ہے۔ ان دونوں مضمونوں کو اکٹھا کر کے غالب کہتا ہے۔ کہ

ڈھانپا کفن نے داغ عیوب برہنگی   میں ورنہ ہر لباس میں ننگ وجود تھا

میرے ننگے پن کے سارے داغ کفن نے ڈھانپے۔ ورنہ میں تو ہر لباس میں ننگا ہی تھا یعنی

دوسرے معنوں میں یہ بات بنتی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ تم خدا کے فضل کے بغیر اتنے ننگے ہو کہ کفن بھی تمہارا ننگ نہیں ڈھانپ سکتا۔ صرف اللہ کا فضل اور رحمت ہے جو تمہارے ننگ ڈھانپ سکتا ہے۔ پس

لباس التقویٰ چاہئے

تو ہر لباس پر اس طرح نظر کرو کہ گویا خدا نے عطا کیا ہے اور اپنے آپ کو اس کے بغیر ننگا سمجھو تو ہمارا ہر لباس جو بھی ہے وہ تقویٰ کا لباس بن جائے گا اور خدا کے فضلوں کا لباس بن جائے گا۔ وہ ہمارے ظاہری عیوب ہی نہیں ڈھانپے گا خدا کے فضل کا ہاتھ اس میں ایسی برکت ڈالے گا کہ ہمارے باطنی عیوب بھی اس لباس میں چھپے رہیں گے۔ پھر حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا فرماتا ہے۔ اے میرے بندو! تم دن رات غلطیاں کرتے ہو میں تمہارے گناہ بخش سکتا ہوں پس مجھ سے ہی بخشش مانگو۔

اب چونکہ وقت ختم ہو رہا ہے اس لئے باقی آئندہ جمعہ میں انشاء اللہ بیان کروں گا تاہم اتنی بات پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ خدا سے بخشش طلب کرنے کا تعلق بھی انسان کے بخشش کرنے سے ہے اور وہ شخص جو خدا کی راہ میں خدا کی مرضی کے تابع بخشش کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ ہمیشہ بخشش کی نظر رکھتا ہے۔ ہمیشہ اس سے بخشش کا سلوک فرماتا ہے۔ یہ مضمون بعض دفعہ لوگوں کے ذہنوں میں الجھ جاتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ بخشش کا مطلب یہ ہے کہ ہر بات میں بخشش کر دو حالانکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ خدا کے معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے دل کی نرمی کو دخل نہیں دیتے تھے۔ مجھے بھی بعض لوگ لکھ دیتے ہیں اچھا ہوا آپ نے بخشش کا مضمون بیان فرما دیا۔ آپ ہم سے ناراض ہیں اور فلاں بات پر ہمیں سزا ملی ہوئی ہے۔ اب اس بخشش کے حوالے سے بخش دیں ورنہ خدا آپ کو نہیں بخشے گا۔ یعنی یہ کہتے تو نہیں ہیں لیکن مراد یہی ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ ایسے مقامات ہیں کہ اگر میں بخش دوں تو خدا مجھے نہیں بخشے گا کیونکہ وہاں مجھے اجازت نہیں ہے۔ انصاف کے ایک ہاتھ سے ہر قصور وار سے جو سلوک ہے خواہ وہ دنیا میں کہیں بھی ہو وہ جبر ہی ہے وہاں وہ حدیث سامنے آتی ہے کہ اگر میری بیٹی فاطمہ نے بھی یہ کام کیا ہوتا تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دیتا۔ پس بخشش کے بھی مواقع ہیں۔ اور مراد یہ نہیں ہے کہ آنکھیں بند کر کے بخشتے چلے جاؤ۔ ایسی بخشش کی اجازت نہیں ہے جس سے خدا ناراض ہو۔ پس ہر ایسی بخشش کی اجازت نہیں ہے جس سے خدا ناراض ہو۔ اس دائرے میں رہتے ہوئے آپ جتنا بھی بخشش سے کام لیں گے اتنا ہی اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہوگا اور خدا آپ سے بخشش کا سلوک فرمائے گا۔ اب چونکہ وہ پہلا وقت جو غلطی سے استعمال نہیں ہو سکا تھا اور اس کے بدلے میں پانچ منٹ زائد دیئے گئے تھے وہ بھی ختم ہو گئے ہیں اس لئے آج اس خطبہ کو یہیں ختم کرتا ہوں۔ باقی انشاء اللہ تعالیٰ اسی مضمون کو اگلے خطبہ میں آگے بڑھایا جائے گا۔

نوٹ:۔ مکرم منیر احمد جاوید دفتر پی۔ ایس لندن کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

اسپورٹس کلب احمدیہ انٹرنیشنل جرمنی کی طرف سے

پاکستان قومی ہاکی ٹیم کے اعزاز میں ڈنر

گزشتہ دنوں پاکستان قومی ہاکی ٹیم نے ارجنٹائن میں چار قومی ہاکی ٹورنامنٹ کھیل کر وطن واپس جاتے ہوئے فرانکفرٹ میں مختصر قیام کیا۔ سپورٹس کلب احمدیہ انٹرنیشنل فرانکفرٹ نے اس ٹیم کے اعزاز میں ایک عشائیہ کا اہتمام کیا جو ناصر باغ گروس گیراؤ میں منعقد ہوا۔ ٹیم کے اراکین کوچ محمد سلیم ناظم (سابق اولمپئن) اور ڈاکٹر طارق عزیز منیجر (سابق اولمپئن گولڈ میڈلسٹ) کی قیادت میں ناصر باغ پہنچنے پر مکرم امیر صاحب اور صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے استقبال کیا۔ کھانے سے قبل مکرم محمد منور مجاہد صاحب صدر خدام الاحمدیہ (جو سپورٹس کلب احمدیہ انٹرنیشنل فرانکفرٹ کے نائب صدر بھی ہیں) پاکستان قومی ہاکی ٹیم کو اپنی استقبالیہ تقریر میں سپورٹس کلب کی جانب سے دلی خوش آمدید کہا۔ ازاں بعد کوچ سلیم ناظم صاحب نے ٹیم کے تمام اراکین کا تعارف حاضرین سے کروایا۔ محترم عبداللہ واگس ہاؤزر امیر صاحب جرمنی نے پاکستان ہاکی ٹیم کے تمام اراکین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہ وہ سپورٹس کلب احمدیہ کی دعوت پر ناصر باغ تشریف لائے اپنی تقریر میں پاکستان ٹیم کے کھیل کی تعریف کی اور ان کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کروائی کہ اگر پاکستانی کھیل کی تکنیک جرمن تکنیک کے ساتھ مکس ہو جائے تو کامیابی بہت بڑھ سکتی ہے آپ نے مزید کہا کہ پاکستان جب جرمنی کے خلاف نہیں کھیل رہا ہوتا تو میرا دل پاکستان کی ٹیم کے لئے دھڑکتا ہے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ مستقبل میں بھی مل بیٹھنے کے ایسے مواقع انشاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے۔

محترم امیر صاحب نے جو سپورٹس کلب احمدیہ انٹرنیشنل کے سرپرست بھی ہیں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ پاکستان ہاکی کو مستقبل میں نمایاں کامیابیاں اور اعزازات حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ پاکستانی قومی ٹیم کے منیجر سابق اولمپئن طارق عزیز نے اپنی جانب سے اور پاکستان ہاکی فیڈریشن کی طرف سے سپورٹس کلب احمدیہ انٹرنیشنل کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے اس دورے کا مقصد یہ تھا کہ لڑکے انٹرنیشنل میچوں کا تجربہ حاصل کر سکیں۔ فیڈریشن کا یہ مقصد اس دورے سے پورا ہوا ہے اس کے بعد پاکستان ہاکی ٹیم کے منیجر طارق عزیز صاحب نے محترم امیر صاحب کی خدمت میں پاکستان ہاکی فیڈریشن کی طرف سے ایک خوبصورت سووینیر پلیٹ تحفہ کے طور پر پیش کی۔

محترم امیر صاحب نے سپورٹس کلب احمدیہ انٹرنیشنل کی جانب سے قومی ہاکی ٹیم کے منیجر طارق عزیز صاحب اور کوچ محمد سلیم ناظم صاحب کو کلب کی خوبصورت لوگو پلیٹیں دیں اور کہا کہ پیار کا یہ تعلق یقیناً دو طرفہ ہے کھانے کے بعد حاضرین نے قومی ٹیم کے کھلاڑیوں اور آفیشلز کے ہمراہ تصاویر بنوائیں۔ ازاں بعد سپورٹس کلب احمدیہ انٹرنیشنل کے اراکین ہاکی ٹیم نے معزز مہمانوں کو ان کی قیام گاہ پر پہنچانے کا انتظام کیا۔ اگلے روز قومی ہاکی ٹیم کو ایئرپورٹ پر الوداع کہا گیا۔

(محمد احمد عطاء سیکرٹری سپورٹس کلب احمدیہ انٹرنیشنل فرانکفرٹ)

درخواست دعا:۔ مکرم ڈاکٹر غلام ربانی صاحب درویش قادیان قبل ازیں بعارضہ قلب کچھ دنوں بیمار رہے آج کل بخار اور گلے میں تکلیف کے سبب زیر علاج ہیں اور احمدیہ شفاخانہ میں داخل ہیں۔ موصوف کی شفایابی اور صحت کاملہ کے لئے درخواست ہے۔

قسط نمبر ۲

اصحاب الکہف والرقیم

گزشتہ حالات اور آئندہ کی پیشگوئیاں

از پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب وکیل التعلیم ربوہ

خاکسار کا درج ذیل مضمون اصحاب الکہف والرقیم کے حالات و واقعات کو سمجھنے کے لئے ایک علمی کاوش ہے۔ غور طلب ہے ضروری نہیں کہ ہر بات یا نتیجہ قطعی طور پر درست ہو جو اس مضمون میں بیان کیا گیا ہے۔

(خاکسار۔ پروفیسر بشارت الرحمٰن۔ ربوہ)

اصحاب زمانہ مستقبل میں آنے والا اصحاب کہف کا گروہ

جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف مقامات پر یہ بات واضح کی ہے کہ قرآن کریم میں جتنے گزشتہ قصے بیان ہوئے ہیں دراصل وہ آئندہ کی پیشگوئیاں ہیں۔ اصحاب کہف کے بارے میں بھی یہی بات ہے۔ گزشتہ اصحاب کا گروہ وہ موحد عیسائیوں کا گروہ تھا جنہیں تین سو سال تک انتہائی سوز تکالیف میں مبتلا کیا گیا اور وہ غاروں میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ ایسا ہی واقعہ مسیح محمدی علیہ السلام کے متبعین کے ساتھ پیش آنے والا تھا۔ سو سورۃ کہف میں بیان شدہ اصحاب الکہف والرقیم کے واقعہ میں دراصل مسیح محمدی علیہ السلام کے متبعین کے بارے میں پیشگوئی ہے اور قرآن کریم نے اصحاب کہف کی جائے پناہ اور وسیع پناہ گاہ میں ان کی مدت قیام کا جو ذکر فرمایا ہے وہ اس آنے والے اصحاب کہف کے گروہ پر بھی لفظاً لفظاً پورا اترتا ہے۔

یہ روایت ہمارے سلسلہ کے اخبارات و لٹریچر میں چھپ چکی ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کے زمانہ میں ایک شخص نے حضور علیہ السلام کا دروازہ کھٹکھٹایا اور ایک چھوٹے سے کاغذ پر ایک سوال لکھ کر اندر بھیجا کہ اصحاب الکہف سے والرقیم سے کون لوگ مراد ہیں؟ حضور علیہ السلام نے اسی کاغذ کی پشت پر لکھ کر وہ رقعہ واپس کر دیا کہ اصحاب الکہف والرقیم سے مراد میری جماعت ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ "میں دیکھتا ہوں براہین میں میرا نام اصحاب الکہف بھی رکھا ہے اس میں یہ سر ہے کہ جیسے وہ مخفی تھے اسی طرح تیرہ سو برس سے یہ راز مخفی رہا اور کسی پر نہ کھلا اور اس کے ساتھ رقیم کا لفظ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود مخفی ہونے کے اس کے ساتھ ایک کتبہ بھی ہے اور وہ کتبہ یہی ہے کہ تمام نبی اس کے متعلق پیشگوئی کرتے چلے آئے ہیں۔"

(الحکم جلد ۹ نمبر ۲۸ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۵ء بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تفسیر سورۃ کہف صفحہ ۲۹)

اس بات کا قطعی ثبوت کہ جماعت احمدیہ پر بھی اصحاب الکہف والرقیم کا زمانہ آنے والا ہے سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام کے مندرجہ ذیل الہامات ہیں:۔

۱۔ "اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا"

(اخبار الحکم جلد ۱۰ نمبر ۶ مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳ بحوالہ تذکرہ طبع ثانی صفحہ ۵۸۹)

یعنی کیا تیرا خیال ہے کہ کہف اور رقیم والے ہمارے عجیب نشانات میں سے تھے۔

۲۔ "اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ عَجِیْبٌ۔ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ۔ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ"

(بدر جلد ۲ نمبر ... مورخہ ... بحوالہ تذکرہ طبع ثانی صفحہ ۱۱۹)

"کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہمارے عجیب کام فقط اصحاب کہف تک ہی ختم ہیں۔ نہیں بلکہ خدا تو ہمیشہ صاحب عجائب ہے اور اس کے عجائبات کبھی منقطع نہیں ہوتے۔ ہر ایک دن میں وہ ایک شان میں ہے۔ پس ہم نے وہ نشان سلیمان کو سمجھائے یعنی اس عاجز کو۔"

ان الہامات میں بتایا گیا ہے کہ اصحاب کہف والے عجائبات ختم نہیں ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ایسے عجائبات دکھائے گا اور پہلے سے بڑھ کر ایک نئی شان میں نزول کرے گا۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ان الہامات میں سلیمان سے مراد اپنا وجود لیا ہے۔ لیکن ان الہامات میں سلیمان سے مراد حضور کے پسر موعود جو حسن و احسان میں حضور کے نظیر تھے یعنی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ جماعت احمدیہ پر اصحاب کہف والا واقعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ظاہر ہونا تھا اور حضور کو ایک کشف میں جماعت احمدیہ کے نئے مرکز کا نقشہ دکھایا گیا کہ وہ مقام پہاڑیوں کے ساتھ واقع ہے اور باوجود پہاڑیوں کے میدان کی صورت بھی ہے۔ حضور کا یہ کشف تفصیلاً درج ذیل ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے آنے والے اصحاب کہف کے واقعہ کی تفصیل حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ پر کشفاً ظاہر کر دی اور حضور کی بذریعہ کشف اس موعود کہف یعنی ربوہ کی طرف راہنمائی فرمائی۔ حضور فرماتے ہیں "میں نے دیکھا کہ میں ایک مکان میں ہوں جو ہمارے مکانات سے جنوب کی طرف ہے اور اس میں ایک بڑی بھاری عمارت ہے جو کئی منزلوں میں ہے۔ اس کی ... منزلہ عمارت میں میں بھی ہوں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ یکدم غنیم حملہ کر کے آ گیا ہے اور اس غنیم کے حملے کے مقابلہ کے لئے ہم سب لوگ تیاری کر رہے ہیں میں اس وقت اپنے آپ کو کوئی کام کرتے نہیں دیکھتا۔ مگر میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میں بھی لڑائی میں شامل ہوں۔ یوں اس وقت میں نے نہ توپیں دیکھی ہیں نہ کوئی اور سامان جنگ۔ مگر میں سمجھتا یہی ہوں کہ تمام قسم کے آلات حرب استعمال کئے جا رہے ہیں۔"

"اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دشمن غالب آ گیا ہے۔ اور ہمیں وہ جگہ چھوڑنی پڑی ہے۔ باہر نکل کر ہم حیران ہیں کہ کس جگہ جائیں اور کہاں جا کر اپنی حفاظت کا سامان کریں اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں آپ کو ایک جگہ بتاتا ہوں آپ پہاڑوں پر چلیں۔ وہاں ایک اٹلی کے پادری نے گرجا بنایا ہوا ہے اور ساتھ ہی اس نے بعض عمارتیں بھی بنائی ہوئی ہیں جنہیں وہ کرایہ پر مسافروں کو دے دیتا ہے وہاں چلیں وہ مقام سب سے بہتر رہے گا۔ میں کہتا ہوں بہت اچھا چنانچہ میں تمام دوستوں کو ساتھ لیکر پیدل چل پڑتا ہوں ایک دو دوست اور بھی میرے

ساتھ ہی چلتے چلتے ہم پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچ گئے مگر وہ ایسی چوٹیاں ہیں جو ہموار ہیں۔ اس طرح نہیں کہ کوئی چوٹی اونچی ہو اور کوئی نیچی۔ جیسے عام طور پر پہاڑوں کی چوٹیاں ہوتی ہیں بلکہ وہ سب ہموار ہیں جس کے نتیجہ میں پہاڑ پر ایک میدان سا پیدا ہو گیا ہے وہاں میں نے دیکھا کہ ایک پادری کالا سا کوٹ پہنے کھڑا ہے اور پاس ہی ایک چھوٹا سا گرجا ہے اس آدمی نے پادری سے کہا کہ باہر سے کچھ مسافر آئے ہیں انہیں ٹھہرنے کے لئے مکان چاہیئے ہاں ایک مکان بنا ہوا نظر آتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ پادری لوگوں کو کرایہ پر جگہ دیتا ہے۔ اس نے ایک آدمی سے کہا کہ انہیں مکان دکھا دیا جائے وہ مجھے مکان دکھانے کے لئے گیا ایک دو دوست اور بھی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ کچا مکان ہے۔ اور جیسے فوجی بارکیں سیدھی چلی جاتی ہیں اسی طرح وہ مکان ایک لائن میں سیدھا بنا ہوا ہے مگر کمرے صاف ہیں میں ابھی غور ہی کر رہا ہوں کہ جو شخص مجھے کمرے دکھا رہا تھا اس نے خیال کیا کہ کہیں میں یہ نہ کہہ دوں کہ یہ ایک پادری کی جگہ ہے ہم اس میں نہیں رہتے ایسا نہ ہو کہ ہماری عبادت میں کوئی روک پیدا ہو۔ چنانچہ وہ خود ہی کہنے لگا آپ کو یہاں کوئی تکلیف نہیں ہو گی کیونکہ یہاں مسجد بھی ہے میں نے اس سے کہا کہ اچھا مجھے مسجد دکھاؤ۔ اس نے مجھے مسجد دکھائی جو نہایت خوبصورت بنی ہوئی تھی مگر چھوٹی سی تھی ہماری مسجد مبارک سے نصف ہو گی لیکن اس میں چٹائیاں اور دریاں وغیرہ بچھی ہوئی تھیں اسی طرح امام کی جگہ ایک صاف قالینی مصلیٰ بچھا ہوا تھا مجھے اس مسجد کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی اور میں نے کہا۔ ہمیں یہ جگہ منظور ہے خواب میں میں نے یہ خیال نہیں کیا کہ مسجد وہاں کس طرح بنائی گئی ہے مگر بہر حال مسجد دیکھ کر مجھے مزید تسلی ہوئی اور میں نے کہا کہ اچھا ہوا مکان بھی مل گیا اور ساتھ ہی مسجد بھی مل گئی تھوڑی دیر کے بعد میں باہر نکلا اور میں نے دیکھا کہ اکا دکا احمدی وہاں آ رہے ہیں خواب میں میں حیران ہوتا ہوں کہ میں نے تو ان سے یہاں آنے کا ذکر نہیں کیا تھا اُن کو جو میرے یہاں آنے کا پتہ لگ گیا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ کوئی محفوظ جگہ نہیں۔ چاہے یہ دوست ہی ہیں لیکن بہر حال اگر دوست کو ایک مقام کا علم ہو سکتا ہے تو دشمن کو بھی ہو سکتا ہے محفوظ مقام تو نہ رہا چنانچہ خواب میں میں پریشان ہوتا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ ہمیں پہاڑوں میں اور زیادہ دُور کوئی جگہ تلاش کرنی چاہیئے اتنے میں میں نے دیکھا کہ شیخ محمد نصیب صاحب آ گئے ہیں میں اس وقت مکان کے دروازے کے سامنے کھڑا ہوں انہوں نے مجھے سلام کیا میں نے اُن سے کہا کہ لڑائی کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا دشمن غالب آ گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مسجد مبارک کا کیا حال ہے انہوں نے اس کا یہ جواب دیا کہ مسجد مبارک کا حلقہ اب تک لڑ رہا ہے میں نے کہا اگر مسجد مبارک کا حلقہ اب تک لڑ رہا ہے تب تو کامیابی کی امید ہے۔ میں اس وقت سمجھتا ہوں کہ ہم تنظیم کے لئے وہاں آئے ہیں اور تنظیم کرنے کے بعد دشمن کو پھر شکست دے دیں گے اس کے بعد میں نے دیکھا کہ کچھ اور دوست بھی وہاں پہنچ گئے ہیں ان کو دیکھ کر مجھے اور پریشانی ہوئی اور میں نے کہا کہ یہ تو بالکل عام جگہ معلوم ہوتی ہے۔ حفاظت کے لئے یہ کوئی خاص مقام نہیں۔ ان دوستوں میں ایک حافظ محمد ابراہیم صاحب بھی ہیں اور لوگوں کو میں پہچانتا نہیں۔ صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہ احمدی ہیں حافظ صاحب نے مجھ سے مصافحہ کیا اور کہا کہ بڑی تباہی ہے بڑی تباہی ہے پھر ایک شخص نے کہا کہ نیلے گنبد میں ہم داخل ہونے لگے تھے مگر وہاں بھی ہمیں داخل نہیں ہونے دیا گیا۔ میں نے تو نیلا گنبد لاہور کا ہی سنا ہوا ہے واللہ اعلم کوئی اور بھی ہو۔ بہر حال اس وقت میں نہیں کہہ سکتا کہ نیلے گنبد کے لحاظ سے اس کی کیا تعبیر ہو سکتی ہے۔ ....

.... اس کے بعد حافظ صاحب نے کوئی واقعہ بیان کرنا شروع کیا۔ اور اسے بڑی لمبی طرز سے بیان کرنے لگے جس طرح بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بات کو جلدی ختم نہیں کرتے۔ بلکہ اُسے بلاوجہ طول دیتے چلے جاتے ہیں اسی طرح حافظ صاحب نے پہلے ایک لمبی تمہید بیان کی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ جالندھر کا کوئی واقعہ بیان کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہاں بھی بڑی تباہی ہوئی ہے۔ اور ایک منشی کا جو غیر احمدی ہے اور پٹواری یا گرداور ہے بار بار ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ منشی جی ملے اور انہوں نے بھی اس طرح کہا۔ میں خواب میں بڑا گھبراتا ہوں کہ یہ موقع تو حفاظت کے لئے انتظام کرنے کا ہے اور اس بات کی ضرورت ہے کہ کوئی مرکز تلاش کیا جائے۔ انہوں نے منشی جی کی باتیں شروع کر دی ہیں۔

چنانچہ میں اُن سے کہتا ہوں کہ آخر ہوا کیا وہ کہنے لگے منشی جی کہتے ہیں کہ ہماری تو آپ کی جماعت پر نظر ہے میں نے کہا بس اتنی ہی بات تھی نہ کہ منشی جی کہتے تھے کہ اب ان کی جماعت احمدیہ پر نظر ہے یہ کہہ کر میں انتظام کرنے کے لئے اٹھا اور چاہا کہ کوئی مرکز تلاش کروں کہ میری آنکھ کھل گئی۔"

(روزنامہ الفضل ۲۱ دسمبر ۱۹۴۶ء صفحہ ۳ کالم ۱-۲-۳-۴)

(المبشرات مؤلفہ مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر ۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰)

۳- "اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ عَجِيْبٌ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ۔ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا"

(اربعین نمبر ۲ صفحہ ۸ تا ۱۱ مطبوعہ دسمبر ۱۹۰۰ء بحوالہ تذکرہ طبع ثانی صفحہ ۳۷۴)

"کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ کوئی آسمان پر رہنے والا یا کسی غار میں چھپنے والا وہ عجیب تر انسان ہے۔ کہہ خدا عجیب در عجیب باتیں ظاہر کرنے والا ہے ہر ایک دن نیا عجوبہ ظاہر کرتا ہے۔ وہی خدا ہے جو نومیدی کے بعد بارش نازل کرتا ہے۔"

(اربعین نمبر ۲ صفحہ ۲۱ تا ۲۲ مطبوعہ ۱۹۰۰ء بحوالہ تذکرہ طبع ثانی صفحہ ۳۷۴)

ان الہامات میں یہ بتایا گیا ہے کہ مسیح مہدی کے متبع اصحاب کہف والرقیم کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ پہلے اصحاب الکہف سے کہیں بڑھ کر عجائبات دکھلائے گا۔ اور اس قدر تکالیف وارد کی جائیں گی کہ مخالفین احمدیت یا کمزور طبع احمدی یا منافقین احمدیت کی ترقی سے نومیدی کی حد تک پہنچ جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس کے بعد پھر رحمت کی بارشیں نازل کرے گا اور اپنے سلسلے کو ترقی دے گا۔ خلاصۂ کلام یہ کہ خلافت ثانیہ کے زمانے میں تقسیم ملک کے وقت اصحاب الکہف والرقیم والا واقعہ جماعت احمدیہ کے ساتھ پیش آیا۔

احادیث نبویہ میں اس کی تفصیل بھی بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ مسلم شریف کے اواخر میں مشہور حدیث نواس بن سمعان جس میں آنے والے مسیح موعود کو رسول اللہ نے چار دفعہ "عیسیٰ نبی اللہ" کے الفاظ بیان فرمائے ہیں اور اس حدیث میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ....

یحصر عیسیٰ نبی اللہ

یعنی عیسیٰ نبی اللہ کی جماعت محاصرے کی کیفیت میں آجائے گی۔ یہ تو بالکل ظاہر و باہر امر ہے کہ نبیوں کے متعلق پیشگوئیاں بعض اوقات ان کی اولاد یا خلفاء کے ذریعہ پوری ہوتی ہیں جیسا کہ رسول اللہ ؐ نے کشفاً دیکھا تھا (غزوۂ احزاب کے موقعہ پر) کہ آپ کو قیصر و کسریٰ کی چابیاں دی گئی ہیں لیکن عملاً وہ حضرت عمر خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کو دی گئیں۔

یہاں بھی محاصرے کی کیفیت عملاً خلافت ثانیہ کے زمانہ میں ۱۹۴۷ء میں پیدا ہوئی جبکہ قادیان چاروں طرف سے محصور ہوگیا اور بقیہ جماعت احمدیہ کیساتھ قادیان کا رابطہ بالکل منقطع ہوگیا۔ چنانچہ حدیث نبوی کچھ یوں ہے۔

۹۲۸ — عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَّضَ فِيْهِ وَرَفَّعَ حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِيْ طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذٰلِكَ فِيْنَا، فَقَالَ: مَا شَأْنُكُمْ؟ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً فَخَفَّضْتَ فِيْهِ وَرَفَّعْتَ حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِيْ طَائِفَةِ النَّخْلِ فَقَالَ: غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِيْ عَلَيْكُمْ إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيْكُمْ فَأَنَا حَجِيْجُهُ دُوْنَكُمْ، وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيْكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيْجُ نَفْسِهِ، وَاللّٰهُ خَلِيْفَتِيْ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ: إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهُ طَافِئَةٌ كَأَنِّيْ أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قَطَنٍ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ، إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِيْنًا وَعَاثَ شِمَالًا، يَا عِبَادَ اللّٰهِ فَاثْبُتُوْا قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا لَبْثُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: أَرْبَعُوْنَ يَوْمًا، يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَسَنَةٍ أَتَكْفِيْنَا فِيْهِ صَلَاةُ يَوْمٍ؟ قَالَ: لَا، اُقْدُرُوْا لَهُ قَدْرَهُ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيْحُ فَيَأْتِيْ عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوْهُمْ فَيُؤْمِنُوْنَ بِهِ وَيَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالْأَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوْحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًا وَأَسْبَغَهُ ضُرُوْعًا وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوْهُمْ فَيَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُوْنَ مُمْحِلِيْنَ لَيْسَ بِأَيْدِيْهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُوْلُ لَهَا: أَخْرِجِيْ كُنُوْزَكِ فَتَتْبَعُهُ كُنُوْزُهَا كَيَعَاسِيْبِ النَّحْلِ، ثُمَّ يَدْعُوْ رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جِزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوْهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالَى الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ؑ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُوْدَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيْحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهُ يَنْتَهِيْ حَيْثُ يَنْتَهِيْ طَرْفُهُ فَيَطْلُبُهُ حَتّٰى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَأْتِيْ عِيْسٰى قَوْمًا قَدْ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوْهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ أَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى إِلٰى عِيْسٰى إِنِّيْ قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِّيْ لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِيْ إِلَى الطُّوْرِ، وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ. فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلٰى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُوْنَ مَا فِيْهَا وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُوْلُوْنَ لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهِ مَرَّةً مَاءٌ، وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَأَصْحَابُهُ حَتّٰى يَكُوْنَ رَأْسُ الثَّوْرِ لِأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِيْنَارٍ لِأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَيُرْسِلُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِيْ رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُوْنَ فَرْسٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَأَصْحَابُهُ إِلَى الْأَرْضِ فَلَا يَجِدُوْنَ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلَأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَيُرْسِلُ اللّٰهُ تَعَالٰى طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ، ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ أَنْبِتِيْ ثَمَرَتَكِ، وَرُدِّيْ بَرَكَتَكِ، فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّوْنَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتّٰى أَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيْلَةَ مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى رِيْحًا طَيِّبَةً فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ فَتَقْبِضُ رُوْحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ، وَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُوْنَ فِيْهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُوْمُ السَّاعَةُ۔

(مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ وما معہ و ابو داؤد صفحہ ۵۹۳)

ترجمہ: حضرت نواس بن سمعان رضؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صبح دجّال کے حالات بیان کئے آپؐ کی آواز کبھی آہستہ ہو جاتی اور کبھی بلند۔ آپؐ اس انداز میں حالات بیان فرما رہے تھے کہ ہم نے سمجھا شاید دجّال شاید ہمارے قریب ہی کے نخلستان میں موجود ہے جب ہم شام کو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہمارے اس تأثر کا اندازہ لگا کر آپؐ نے فرمایا۔ تمہاری یہ پریشان حالی کیوں؟ ہم نے عرض کیا آپؐ نے صبح دجّال کے حالات بیان کئے تھے آپؐ کی آواز کبھی آہستہ ہو جاتی اور کبھی بلند، اس خاص انداز سے ہم نے یوں محسوس کیا جیسے دجّال اس نخلستان کے کسی حصہ میں اس وقت موجود ہے۔ حضورؐ نے فرمایا تمہارے متعلق مجھے دجّال کے کسی فتنہ کا ڈر نہیں

اگر وہ اس وقت ظاہر ہوا جبکہ میں تم میں موجود ہوں تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں اس کا مقابلہ کروں گا اور تم تک اس کا اثر نہیں پہنچنے دوں گا اور اگر وہ میرے بعد ظاہر ہو تو انسان کو خود اپنے بچاؤ کی تدبیر کرنی چاہیئے اگرچہ اللہ تعالیٰ ہی میری بجائے ہر مسلمان کا نگران ہے وہی حفاظت کے سامان کرے گا لیکن جہاں تک ممکن ہو ہر شخص کو اس کے مقابلہ کے لئے تیار رہنا چاہیئے (کیونکہ انسان کی کوشش ہی نصرت الٰہی کو جذب کرنے کا حقیقی ذریعہ ہے) بہرحال مجھے دجال کا نظارہ اس رنگ میں دکھایا گیا جیسے وہ ایک گھنگریالے بالوں والا جوان ہے جس کی ایک آنکھ کا ڈیلا اُبھرا ہوا ہے اس کی شکل عبدالعزیٰ بن قطن سے بہت ملتی ہے اس شباہت کو یاد رکھو اور جس سے کبھی اس کی مٹھ بھیڑ ہو وہ اس کے شر سے بچنے کے لئے سورۃ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے (ان آیات میں دجال کی سحرکاریوں کا جواب موجود ہے) وہ شام اور عراق کے درمیان کے علاقہ سے ظاہر ہوگا دائیں بائیں جدھر رخ کرے گا قتل و غارت اور فتنہ و فساد کا بازار گرم کرتا چلا جائے گا (ہر طرف ہاہاکار مچا دے گا) سوائے خدا کے بندو تم ثابت قدم رہنا۔ ہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! وہ دنیا میں کتنا عرصہ رہے گا۔ آپؐ نے فرمایا چالیس دن۔ کہیں ایک دن سال کے برابر ہوگا کہیں ایک دن مہینہ کے برابر اور کسی جگہ ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی علاقوں میں ایسے ہی دن ہوں گے جیسے تمہارے دن ہوتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! جہاں دن سال کے برابر ہوگا وہاں کیا اس ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، بلکہ اس کے لئے تمہیں اندازے سے کام لینا ہوگا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ دجال زمین میں کتنی جلدی ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچے گا آپ نے فرمایا اس میں ایسے ابر باراں کی سی تیزی ہوگی جسے پیچھے سے تیز ہوا دھکیل رہی ہو۔ وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انہیں اپنی طرف بلائے گا وہ لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کا ہر حکم مانیں گے اس پر وہ بادل کو حکم دے گا کہ وہ ان پر بارش برسائے اور زمین کو کہے گا کہ وہ ان کی فصلیں اُگائے اور ان کے کھلے چرنے والے جانور جب شام کو واپس آئیں گے تو ان کی کوہانیں اونچی اور کھیریاں دودھ سے بھری ہوئی ہوں گی اور ان کی کوکھیں خوب بھری تنی نظر آئیں گی (غرض ان کے لئے خوب فارغ البالی کے دن ہوں گے) پھر دجال کچھ اور لوگوں کے پاس جائے گا اور انہیں اپنی طرف بلائے گا لیکن وہ اس کی دعوت کو رد کر دیں گے اور اس کا کہا نہیں مانیں گے۔ دجال ان سے ناراض ہو کر واپس ہوگا تو وہ سخت قحط کی مصیبت سے دوچار ہو جائیں گے اور ان کے ہاتھ میں کچھ نہیں رہے گا (ان کا سب کچھ لٹ جائے گا) ادھر دجال ویران مقامات سے گزرے گا تو ان سے کہے گا اے ویرانو! اپنے خزانے اُگل دو۔ تب ان جگہوں کے خزانے اس طرح اس کے پیچھے بھاگیں گے جس طرح شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ کے پیچھے اُڑتی ہیں۔ پھر وہ ایک جوان رعنا کو بلائے گا اور اسے تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دے گا اور ان دونوں ٹکڑوں کو ایک تیر کی مسافت پر علیحدہ علیحدہ رکھ کر اس کو آواز دے گا تو وہ دونوں ٹکڑے تیزی سے آکر آپس میں جڑ جائیں گے اور وہ نوجوان ہنستا ہوا شاداں و فرحاں دجال کے سامنے آکھڑا ہوگا۔ ابھی دجال اس قسم کے شعبدے دکھا رہا ہوگا کہ مسیح ابن مریم کو اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے دو زرد رنگ کی چادریں پہنے دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے دمشق کے مشرق میں سفید منارہ کے پاس نازل فرمائے گا وہ جب اپنا سر جھکائیں گے تو اس سے قطرے گریں گے جب وہ سر اٹھائیں گے تو وہ قطرے موتیوں کی طرح سفید نظر آئیں گے جس کافر تک ان کے سانس کی گرمی پہنچے گی وہ وہیں ڈھیر ہو جائے گا اور ان کے سانس کی گرمی اتنی دُور تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نظر جائے گی پھر وہ دجال کی تلاش میں نکلیں گے اور باب لُد پر اس کو جا لیں گے اور اس کو قتل کر دیں گے پھر عیسیٰ ایسے لوگوں کے پاس آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے اثر سے محفوظ رکھا تھا آپ ان لوگوں کے چہروں سے غبار صاف کریں گے۔ اور جنت میں ان کے جو درجات ہیں ان کی انہیں اطلاع دیں گے۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ عیسیٰؑ کو وحی کے ذریعہ خبر دے گا کہ میں نے اب کچھ ایسے لوگ بھی برپا کئے ہیں جن سے جنگ کی کسی میں طاقت نہیں۔ اس لئے تم میرے بندوں کو پہاڑ کی طرف محفوظ طریق سے لے جاؤ۔ غرض ان حالات میں اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو برپا کرے گا وہ ہر بلندی سے تیزی کے ساتھ اترتے دکھائی دیں گے۔ یاجوج ماجوج کی اس ٹڈی دل فوج کے اگلے حصے جب بحیرہ طبریہ کے پاس سے گزریں گے تو اس کا سارا پانی پی جائیں گے اور جب اس فوج کا آخری حصہ وہاں پہنچے گا تو کہے گا یہاں کبھی پانی ہوا کرتا تھا وہ کہاں گیا۔ ان روح فرسا حالات میں اللہ تعالیٰ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں سمیت محصور ہو جائیں گے۔ خوراک کی اس قدر قلت ہو جائے گی کہ بیل کا ایک سر آج کے سو دینار کے مقابلہ میں سستا اور اچھا لگے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کے نبی عیسیٰ اور آپ کے ساتھی اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے یاجوج ماجوج کو ہلاک کرنے کے لئے ان کی گردنوں میں طاعون پیدا کر دے گا جس کی وجہ سے وہ یکدم ہلاک ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے نبی عیسیٰؑ اور آپ کے ساتھی ہموار میدانوں کی طرف اتریں گے لیکن تمام زمین میں ایک بالشت جگہ بھی یاجوج ماجوج کی لاشوں اور ان کی بدبو سے خالی نہیں ملے گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ کے نبی عیسیٰؑ اور آپ کے ساتھی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے پرندے بھیجے گا جن کی گردنیں بختی اونٹوں کی طرح ہوں گی وہ پرندے ان لاشوں کو اٹھا کر وہاں پھینک آئیں گے جہاں پھینکنے کا اللہ تعالیٰ ان کو حکم دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا یہاں تک کہ نہ کوئی مکان بچے گا اور نہ کوئی خیمہ سب کے سب اور ساری کی ساری زمین دُھل جائے گی اور آئینہ کی طرح صاف ہو جائے گی۔ پھر زمین کو کہا جائے گا اپنے پھل اُگا اور اپنی برکت کو واپس لا۔ ایسے بابرکت زمانے میں ایک انار سے ایک پوری جماعت سیر ہوگی اور انار کا آدھا چھلکا اتنا بڑا ہوگا کہ اس کے نیچے ایک پوری جماعت آرام کر سکے گی اور دودھ میں اتنی برکت ہو جائے گی کہ دودھ دینے والی ایک اونٹنی کئی بڑی جماعتوں کے لئے کافی ہوگی اور دودھ دینے والی ایک گائے پورے قبیلہ اور بکری پورے گھرانے کو کفایت کرے گی۔ پس ایسی خوشحالی اور آرام و آسائش کے حالات میں لوگ رہ رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ اور لطیف ہوا چلائے گا جو بغلوں میں سے گزرے گی اور مومنوں کی روح قبض کرتی چلی جائے گی۔ صرف شریر لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح علی الاعلان بدفعلی اور بے حیائی کے مرتکب ہوں گے اور ایسے ہی بدکار اخلاق*

*باختہ لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔ (مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ ومعہ، وابوداؤد صفحہ ۵۹۳) (باقی آئندہ)

اعلانات نکاح اور تقاریب شادی و رخصتانہ

۱۔ خاکسار کے بیٹے عزیزم مظفر احمد صاحب تسیم مبلغ سلسلہ مقیم نیپال کا نکاح عزیزہ ناصرہ خاتون بنت مکرم ماسٹر محمد یعقوب صاحب کے ساتھ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے ۲۰۰۰/- روپے حق مہر پر ۱۰/۹/۹۳ کو بعد نماز ظہر مسجد مبارک قادیان میں پڑھا اسی روز بعد نماز عصر تقریب شادی عمل میں آئی ۱۱/۹/۹۳ کو دعوت ولیمہ کا انتظام کیا گیا رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ اعانت بدر ۵۰/- روپے

(خلیل احمد آف بجنورہ یوپی)

۲۔ ۱۲/۸/۹۳ کو خاکسار کے برادر نسبتی مکرم انور احمد صاحب ابن فاروق احمد صاحب لاڑجی صدر جماعت احمدیہ شاہ آباد کرناٹک کا نکاح عزیزہ فریدہ بیگم بنت مکرم صلاح الدین صاحب آف نلگنڈہ (A.P) کے ساتھ مبلغ ۵۵۵۵/- روپے حق مہر پر مکرم سیٹھ محمد رفعت اللہ صاحب غوری امیر جماعت احمدیہ یادگیر نے پڑھا بعد رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی اگلے روز دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ اعانت بدر ۵۰/- روپے

(عبدالقادر شیخ نمائندہ بدر یادگیر)

۳۔ عزیزہ ورلیبہ بیگم صاحبہ بنت مکرم چوہدری برکت اللہ صاحب آف ساندھن یوپی کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیز مکرم مبشر احمد صاحب ابن مکرم غفور محمد صاحب ساکن راٹھ (یوپی) ۱۵۰۰۰/- (پندرہ ہزار روپیہ) حق مہر پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت و ناظر اعلیٰ قادیان نے مسجد احمدیہ راٹھ میں مورخہ ۲۶/۹/۹۳ کو یوپی کانفرنس کے دوسرے اجلاس اور نماز ظہر کے بعد فرمایا جس میں آئے ہوئے احمدی و غیر احمدی احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی رشتہ کے فریقین کے لئے باعث برکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے عزیز مبشر احمد صاحب کے بڑے بھائی عزیز شریف احمد صاحب نے اس خوشی کے موقعہ پر اعانت بدر میں کچھ رقم ادا کی ہے۔ جزاہ اللہ تعالےٰ

(خاکسار انوار محمد احمدی راٹھ صوبائی امیر یوپی)

درخواست دعا

● مکرم ایم بشیر احمد صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ سوروب اپنے کاروبار میں برکت دینی و دنیوی ترقیات اہل و عیال کی صحت و سلامتی اور پڑھائی میں نمایاں کامیابی کے لیے درخواست دعا کرتے ہیں (اعانت بدر ۵۰/- روپے)

(مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ احمدیہ شموگہ)

● خاکسار کے چچا خسر مکرم میر احمد صاحب افضل مقیم شکاگو (امریکہ) جملہ پریشانیوں کے ازالہ کے لیے اور دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(خاکسار حبیب احمد خادم انسپکٹر دفتر تحریک جدید)

● خاکسار کے پاؤں میں چھالے نکلنے کی وجہ سے تین ماہ سے شدید تکلیف چل رہی ہے۔ کامل شفایابی اور بچوں کے کاروبار میں برکت کے لئے درخواست دعا ہے۔

اسی طرح میرے بیٹے رانا بشیر احمد صاحب ناصر کے خسر مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی کافی عرصہ سے بیمار ہیں شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔ بیوہ مکرم چوہدری محمد احمد صاحب مرحوم درویش قادیان

● میرے بہنوئی بشارت احمد خان صاحب آف جرمنی پیٹ کی تکلیف سے بیمار ہیں کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے خاکسار (بشیر الدین کارکن پریس) قادیان

ولادتیں

● مکرم احمد عبدالشکور صاحب واشنگٹن کے ہاں ۲۲/۷/۹۳ کو پہلی بیٹی تولد ہوئی ہے جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ نے "راحیلہ شکور احمد" تجویز فرمایا ہے نومولودہ کی صحت و سلامتی درازی عمر اور خادم دین ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (اعانت بدر ۵۰/- روپے)

(احمد عبدالحمید حال مقیم واشنگٹن)

● میری بیٹی نسیمہ راشدہ (ننکانہ) کو اللہ تعالیٰ نے دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے بچے کے پیٹ میں رسولی ہونے کے سبب ڈاکٹروں نے آپریشن تجویز کیا ہے۔ آپریشن کی کامیابی اور صحت و سلامتی کے لئے درخواست دعا ہے۔ (اعانت بدر ۲۵/- روپے)

(محمد سلیمان دہلوی درویش قادیان)

● میرے بڑے بھائی مکرم نسیم احمد الدین صاحب کے ہاں ۲۶/۵/۹۳ کو پہلی بیٹی تولد ہوئی ہے حضور انور ایدہ اللہ نے بچی کا نام "امۃ الباسط نسیم" تجویز فرمایا ہے زچہ و بچی کی تندرستی درازی عمر صالح خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (اعانت بدر ۲۵/- روپے)

(حفیظ احمد الدین قادیان)

● میرے بھائی عزیزم رفیق احمد صاحب ناصر ولد مکرم فتح محمد صاحب گجراتی مرحوم درویش قادیان کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۸/۱/۹۳ کو پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے جس کا نام حضور انور نے "نور الہدیٰ" تجویز فرمایا ہے۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو اعلیٰ صلاحیتوں والی لمبی عمر دے۔ خادم دین بنائے اور روشن مستقبل عطا فرمائے۔ آمین

(۲۵/- روپے شکرانہ فنڈ اور ۲۵/- روپے اعانت بدر)

(امۃ النصیر بشریٰ بنت فتح محمد گجراتی درویش مرحوم قادیان)

● ۱۶ر اگست ۹۳ء کو مکرم خورشید عالم صاحب معلم تحریک جدید نیپال کے ہاں تین بیٹیوں کے بعد بیٹا پیدا ہوا ہے لیکن کچھ بیمار ہے زچہ بچہ کی صحت و سلامتی لڑکے کے نیک صالح خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے (اعانت بدر ۵۰/- روپے)

(خاکسار مظفر احمد ظفر مبلغ سلسلہ)

● خاکسار کے بیٹے عزیز مبشر احمد سلمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے ۱/۲/۹۳ کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ نے ساغر احمد تجویز فرمایا ہے نومولود مکرم نسیم احمد صاحب [illegible] کا نواسہ ہے۔ زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی اور بچے کے نیک صالح خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (اعانت بدر ۱۰/- روپے)

(الحاج منظور احمد درویش قادیان)

منظوری انتخاب عہدیداران

برائے سنہ ۹۲ تا سنہ ۹۵ء

"جن جماعتوں کے انتخاب کی منظوری ہوگئی ہے اور انکی اطلاع بھی جماعتوں کو دی جا چکی ہے اُن کو شائع کیا جا رہا ہے۔ بعض جماعتوں میں سے ابھی تک انتخاب کی رپورٹ موصول نہیں ہوئی اُنسے گزارش ہے کہ اولین فرصت میں انتخاب کروا کر اسکی رپورٹ بغرض منظوری مرکز میں ارسال کریں جزاکم اللہ۔ ناظر اعلیٰ قادیان۔"

جماعت احمدیہ اندورہ

صدر ۔ مکرم ماسٹر محمد ابراہیم خاں صاحب
نائب صدر ۔ " ماسٹر منصور احمد خاں "
سیکرٹری مال ۔ مکرم سمیع اللہ خاں "

جماعت احمدیہ لوئر کوٹ ۔ چھال

صدر ۔ مکرم غلام نبی صاحب
سیکرٹری مال و تبلیغ مکرم نظام الدین صاحب

زلزلوں کا سو سالہ ریکارڈ

۱۸۹۱ء تا اکتوبر ۱۹۹۳ء

نمبر شمار	سال	مقام	نقصان کی تفصیل
۱	۱۸۹۱ء	جاپان	۸ ہزار اموات، ایک لاکھ ۹۷ ہزار مکانات تباہ۔
۲	۱۸۹۷ء	(آسام) ہندوستان	تاریخ آسام کا ہولناک ترین زلزلہ۔
۳	مئی ۱۹۰۲ء	ویسٹ انڈیز	۴۰ ہزار افراد ہلاک ہوئے۔
۴	۱۹۰۵ء	(کانگڑہ) ہندوستان	۲۰ ہزار اموات ۱۶ لاکھ مربع میل تک جھٹکے محسوس کیے گئے۔
۵	اپریل ۱۹۰۶ء	(سان فرانسسکو) امریکہ	۱۰۰۰۔ اموات ۲۰ کروڑ ڈالر کی جائیداد تباہ۔
۶	اگست ۱۹۰۶ء	چلی	۱۵۰۰ اموات ۱ کروڑ افراد بے خانماں۔
۷	۱۹۰۷ء	جمیکا	۱۴۰۰ اموات ۲۵ کروڑ ڈالر کی جائیداد تباہ۔
۸	دسمبر ۱۹۰۸ء	سسلی	ایک لاکھ ساٹھ ہزار اموات۔
۹	ستمبر ۱۹۱۵ء	اٹلی	۵۰ ہزار اموات۔
۱۰	۱۹۱۷ء	گوئٹے مالا	۲۵۰۰ ہزار اموات۔
۱۱	۱۹۱۸ء	پورٹوریکو	۱۰۰ اموات ۳۶ کروڑ ڈالر کی املاک تباہ۔
۱۲	دسمبر ۱۹۲۰ء	چین	ایک لاکھ ۸۰ ہزار اموات۔
۱۳	ستمبر ۱۹۲۳ء	جاپان	ایک لاکھ ۴۳ ہزار افراد کی ہلاکت۔ صدی کا بہت بڑا زلزلہ۔
۱۴	مئی ۱۹۲۷ء	چین	دو لاکھ اموات۔
۱۵	دسمبر ۱۹۳۲ء	چین	۷۰ ہزار اموات۔
۱۶	مئی ۱۹۳۵ء	(کوئٹہ) پاکستان	۶۰ ہزار اموات۔
۱۷	دسمبر ۱۹۳۹ء	ترکی	ایک لاکھ اموات۔
۱۸	۱۹۳۹ء	چلی	۳۰ ہزار اموات۔
۱۹	اکتوبر ۱۹۴۸ء	روس	ایک لاکھ ۱۰ ہزار اموات۔
۲۰	جون ۱۹۶۰ء	چلی	۵۰ ہزار اموات۔
۲۱	۱۹۶۲ء	ایران	۱۲ ہزار اموات۔
۲۲	۱۹۶۶ء	روس	تاشقند کا بڑا حصہ تباہ ہوگیا۔
۲۳	۱۹۶۸ء	ایران	۱۵ ہزار اموات۔
۲۴	مئی ۱۹۷۰ء	پیرو	۶۷ ہزار اموات۔
۲۵	دسمبر ۱۹۷۴ء	پاکستان	۶ ہزار اموات۔
۲۶	فروری ۱۹۷۶ء	گوئٹے مالا	۳۲ ہزار اموات۔
۲۷	جون ۱۹۷۶ء	انڈونیشیا	۸ ہزار اموات۔
۲۸	جولائی ۱۹۷۶ء	چین	۷ لاکھ ۵۰ ہزار اموات۔
۲۹	۱۹۷۸ء	ایران	۲۵ ہزار اموات۔
۳۰	۱۹۸۰ء	الجزائر	۷۰ ہزار اموات۔
۳۱	۱۹۸۰ء	میکسیکو	۲۰ ہزار اموات۔
۳۲	نومبر ۱۹۸۰ء	اٹلی	۴۵ ہزار اموات۔
۳۳	جولائی ۱۹۸۱ء	ایران	۸ ہزار اموات۔
۳۴	۱۹۸۶ء	السلویڈرو	۴ ہزار اموات۔ نقصان اربوں ڈالر میں ہوا۔
۳۵	۱۹۸۷ء	(آسام) ہندوستان	تاریخ کا بہت بڑا زلزلہ۔ ۲۰۰،۱۷ و ۳ کلومیٹر تک اثر۔
۳۶	نومبر ۱۹۸۸ء	چین	۶۰۰ اموات۔
۳۷	دسمبر ۱۹۸۸ء	روس	۵۰ ہزار اموات۔
۳۸	۲۳ جنوری ۱۹۸۹ء	روس	۲ ہزار اموات۔
۳۹	۱۷ اکتوبر ۱۹۸۹ء	امریکہ	۴۰ ہزار اموات۔
۴۰	۲۱ جون ۱۹۹۰ء	ایران	ایک لاکھ اموات۔
۴۱	یکم فروری ۱۹۹۱ء	پاکستان افغانستان	ایک ہزار اموات۔
۴۲	۱۲ اکتوبر ۱۹۹۲ء	مصر	۵۰۰ اموات۔ مصر کی ۱۰۰ سالہ تاریخ کا بدترین زلزلہ۔
۴۳	یکم اکتوبر ۱۹۹۳ء	مہاراشٹر ہندوستان	۳۵۰۰۰ ہزار اموات۔ ۶۰ گاؤں تباہ (ابتدائی اندازہ)

نوٹ:۔ یہ فہرست آخری اور حتمی نہیں ہے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ ـــ بقیہ صفحہ اوّل

کوئی خوبصورت چیز بن جائے تو وہ اس مصور کا کمال نہیں ہوگا وہ اس کی غلطی ہوگی۔ اسی طرح اگر کوئی مصنف بھیانک مضمون بیان کرنا چاہے اور وہ بھیانک نہ ہو تو وہ اس مصنف کا نقص ہوگا۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر نقص سے پاک ہے۔ پس جب وہ ایک خاص مقصد کے لئے ایک چیز کو پیدا کرتا ہے اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اس کا بھیانک پن پیدا ہونا ضروری ہو تو لازم ہے کہ وہ ویسے ہی بھیانک ہو جیسا کہ خدا تعالیٰ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کا حُسن اس کے بھیانک پن میں ہوگا۔ حضور نے فرمایا اس پہلو سے جب ہم اس مضمون کو دیکھتے ہیں تو ایک بہت ہی دلکش انداز میں اس پر روشنی پڑتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر تخلیق اپنی ذات میں کامل ہے۔ اور اپنی ضرورتوں کے اعتبار سے مکمل ہے۔

حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ہر تخلیق اپنے اندر ایک خاص مقصد لئے ہوئے اور اس کی تخلیق کے مقصد کے عین مطابق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مومن کی زبان سے نکلتا ہے، "مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا" کہ جو کچھ بھی تُو نے پیدا کیا ہے بے مقصد نہیں۔ اور اس میں کوئی نقص نہیں خواہ وہ بھیانک چیز ہو یا خوبصورت چیز ہو۔ بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔ واہ واہ اللہ کی ذات کیسی مبارک ہے۔ احسن الخالقین ہے۔

حضور نے فرمایا ایک اور پہلو اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چیزیں پیدا کرتا ہے بعض دفعہ اس کے بعض مقاصد اس وقت دکھائی نہیں دیتے بعد میں دکھائی دیتے ہیں۔ اور بعض مقاصد موازنہ کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ اگر بدصورتی نہ ہو تو حُسن کا تصور ہو ہی نہیں سکتا۔ پس جہاں حُسن ہے وہاں بدصورتی کا مضمون لازم ہے اور جہاں رحم ہے وہاں ظلم کا مضمون بھی کارفرما ہے۔

پس یہ ایک بہت لمبا اور وسیع مضمون ہے میں صرف بتانا یہ چاہتا تھا کہ یاد رکھیں جہاں بدصورتی بھی ہے وہاں ایک پیغام ہے جو آپ کو ضرور ملتا ہے کہ بدصورتی سے حُسن کی طرف حرکت کریں جہاں حُسن کھینچتا ہے وہاں بدصورتی دھکا دیتی ہے۔ یہ سُبْحٰن کے لفظ میں اشارہ ہے۔ اور جہاں جہاں خدا تعالیٰ کی سُبحانیت کا ذکر ہے وہاں اس مضمون کی طرف اشارہ ہے۔ اور تبتّل کے لئے اس کا سمجھنا بہت ضروری ہے۔ جہاں حمد کا مضمون ہے وہاں ایک کشش ہے حُسن کی جس کا بیان ہوتا ہے اور جہاں سبحان کا ذکر ہوتا ہے وہاں یہ بیان ہے کہ جو بدی کے اور خامیوں کے تصورات ہیں ان تمام تصورات کے ہر پہلو سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ یہی وہ مضمون ہے جو اس مضمون میں بیان ہوا ہے جس کی تلاوت میں نے خطبہ کے شروع میں کی تھی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خواہ تم دن میں داخل ہو رہے ہو یا شام کے وقت میں داخل ہو رہے ہو یا رات کے اندھیروں میں ہو یا عین دوپہر کے وقت میں ہو، ہر حالت میں خدا کو پاک پاؤ گے۔ ہر صورت میں یہی پاؤ گے کہ زمین و آسمان میں اُس کی حمد ہے۔ آگے فرمایا وہ زندوں کو مُردوں میں سے نکالتا ہے اور مُردوں کو زندوں میں سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کی ویرانی کے بعد زندہ کرتا ہے۔ اسی طرح تم بھی نکالے جاؤ گے۔

حضور نے فرمایا اس آیت میں جو روحانی مضمون ہے وہ یہ ہے کہ بہت سے مذاہب انبیاء کے ذریعہ زندہ کئے جاتے ہیں لیکن اگر وہ اپنی زندگی کی حفاظت نہ کر سکے تو بعد میں آنے والی نسلیں مرجاتی ہیں۔!

حضور نے فرمایا جو لوگ قربانیاں دے کر از خود انبیاء پر اپنی زندگیوں میں ایمان لاتے ہیں اُن کے لئے تو کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ لیکن بعد میں آنے والی نسلیں جو اصل مقصد کو پیش نظر نہیں رکھتیں اُن کے لئے خطرات ہوتے ہیں۔ حضور نے فرمایا یہ وہ مضمون ہے جو اس آیت میں بیان ہُوا ہے۔ اور اس تعلق سے مَیں نے اسے تبتّل کے مضمون کے لئے چُنا ہے۔

حضور نے فرمایا مَیں آجکل آپ کو یہ سمجھا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف تبتّل ضروری ہے۔ تبتّل کا مطلب ہے ایک حالت کو چھوڑ کر یا ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری حالت یا جگہ کی طرف منتقل ہو جانا یہاں تک کہ پہلی حالت اور جگہ سے رشتے ٹوٹ جائیں۔

حضور نے فرمایا ایک تبتّل تو بے اختیاری ہے کہ لازماً ہر انسان نے ایک دن اس حالت اور جگہ کو چھوڑنا ہے۔ لیکن اس بے اختیاری تبتّل سے قبل خدا کی خاطر تبتّل اختیار کیا جائے تو یہ قابلِ تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں مومنوں کو فرماتا ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول تمہیں زندہ کرنے کیلئے بُلائے تو ہاں میں اس کی بات کا جواب دو۔ یہاں بھی تبتّل مُراد ہے کہ ایک زندگی پر موت وارد کر کے خُدا اور اس کے رسول کی عطا کردہ روحانی زندگی کو قبول کرنا خواہ اس کے لئے تمہیں کتنے ہی مشکل مراحل طے کر کے پہنچنا پڑے۔

حضور نے فرمایا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ انسان کو مرنے کے بعد اس دُنیا کے سب تعلقات چھوڑنے ہیں۔ ایک ہی ہے جس سے اس دُنیا میں بھی تعلق ہونا چاہیئے اور آئندہ جہان میں بھی تعلق ہوگا۔ اور اس خدا سے جتنا تعلق یہاں قائم کرو گے اتنا ہی پیارا اور حسین اور لذیذ تعلق وہاں قائم ہوگا۔ حضور نے تمام دُنیا کے احمدیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ خُدا کے تعلق کو دنیا کے تمام تعلقات کے مقابلہ میں

(آگے ملاحظہ کیجئے صفحہ ۱۶ کالم نمبر ۳، ۴)

پانچویں مجلسِ مشاورت بھارت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال پانچویں مجلس مشاورت بھارت کا انعقاد ۲۷؍دسمبر ۱۹۹۳ء کو قادیان میں ہوگا۔

امراء و صدر صاحبان سے گزارش ہے کہ:۔

۱۔ قواعد کے مطابق نمائندگان کا انتخاب کر کے شوریٰ میں شرکت کے لئے بھجوائیں۔

۲۔ اس شوریٰ کے لئے تجاویز مقامی جماعتوں کی منظوری کے بعد ۱۰؍نومبر ۱۹۹۳ء سے قبل سیکرٹری مجلس مشاورت کو بھجوائیں۔ ۱۰؍نومبر کے بعد ملنے والی تجاویز ایجنڈے میں شامل نہ ہو سکیں گی۔

مجلس شوریٰ میں تجاویز بھجوانے کے سلسلہ میں اصولی راہنمائی فرماتے ہوئے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع نے مجلس مشاورت بھارت ۹؍دسمبر ۱۹۹۱ء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:۔

"دستور یہ ہے کہ شوریٰ کے لئے تجاویز شوریٰ کی تاریخوں سے بہت پہلے طلب کی جاتی ہیں اور جماعتوں سے توقع کی جاتی ہے کہ صرف ہر موصول شدہ تجویز کو آگے نہ بڑھائیں بلکہ مقامی طور پہ پہلے غور کریں اور غور کر کے اگر جماعت کے کسی فرد کی طرف سے آئی ہوئی تجویز کو اپنانا چاہے تو اپنا کر پھر جماعت کی طرف سے وہ تجویز مرکز کو بھجوائی جائے۔ پھر اگلی سطح پر مرکز میں صدر انجمن یا تحریک جدید جس کا بھی اس سے تعلق ہو وہ غور کرتے ہیں۔ اور یہ دیکھتے ہیں کہ تجویز بنیادی طور پر یہ اہلیت رکھتی ہے کہ نہیں کہ اسے شوریٰ میں پیش کیا جاسکے۔ وہاں سے اگر منظور ہو جائے تو پھر آگے شوریٰ میں پیش ہوتی ہے...... اگر شوریٰ کی تجاویز وقت پر موصول نہ ہوں تو بعد میں آنے والی تجاویز کو رد کر دیا جائے گا۔ اگر کوئی تجویز نہ آئے تو بے شک شوریٰ منعقد نہ ہو لیکن مجھے اطلاع کی جائے کہ کیوں ایسا واقعہ ہوا۔ اگر شوریٰ منعقد کرنی ہے تو اپنی مقدس روایات کے ساتھ ان کا پورا احترام کرتے ہوئے منعقد کی جائے۔"

پس عہدیداران جماعت سے گزارش کی جاتی ہے کہ حضور انور کے ان ارشادات کو ملحوظ رکھتے ہوئے مجلس مشاورت کے لئے اپنی تجاویز ۱۰؍نومبر ۱۹۹۳ء تک خاکسار کو بھجوا کر ممنون فرمادیں۔

سیکرٹری مجلسِ مشاورت بھارت

خلاصہ خطبہ جمعہ

صفحہ ۱۵ سے آگے

ہمیشہ غالب رکھو۔ خدا کے تعلق کے مقابلہ میں تمہارے دنیا کے تمام تعلقات مغلوب ہونے چاہئیں۔ اس پہلو سے ہمیں روزانہ اپنا امتحان کرتے رہنا چاہیئے کہ خدا سے ہمارا کس قدر تعلق قائم ہے۔ سبحان اللہ کے مضمون نے ہمیں بتایا ہے کہ اگر بدیوں سے ہمارا تعلق ختم ہوگا تو ہم اللہ سے تعلق قائم کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ناپاک رہ کر ہم اس پاک کو نہیں پا سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ونوبا بھاوے جی کے جنم دن کے موقع پر احمدی مبلغ کی تقریر

پٹھانکوٹ۔ ۱۱؍۹؍۹۳ کو یہاں ونوبا بھاوے جی کے جنم دن کی تقریب کے سلسلہ میں جلسہ منعقد کیا گیا۔ جماعت احمدیہ کی نمائندگی میں خاکسار اور مکرم عبد الوکیل صاحب نیاز انسپکٹر تحریک جدید نے شرکت کی۔ خاکسار نے موقع کی مناسبت سے توحید باری تعالیٰ اور قیام امن کے بارہ میں اسلامی تعلیمات کو پیش کیا۔ اسی طرح حالیہ سیلاب میں جماعت احمدیہ کی خدمات پر روشنی ڈالی۔ خاکسار نے بتایا کہ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام دنیا کے مصیبت زدگان کی خدمت کے لئے اپنا حصہ ڈالتی ہے۔

تقریری پروگرام کے بعد لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اور بعض احباب سے اس موقع پر نہایت محبت بھرے ماحول میں تبادلہ خیالات بھی کیا گیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

خاکسار تنویر احمد خادم
مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

لتھرا جیولرز

M/S PARVESH KUMAR S/O. SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN - 143516.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE:- 04524 - 649.

پروپرائیٹر:۔
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS: 4378/4 B. MURARI LAL LANE ANSARI ROAD, NEW DELHI - 110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643.
FAX:- 91-11-3755121, SHELKA NEW DELHI.

بہترین ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)

C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES,
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339. (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

طالبانِ دعا:۔

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS
۱۶؍میںگو لین کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

ارشادِ نبوی ﷺ
اِحْفَظْ لِسَانَکَ
(تو اپنی زبان کی حفاظت کرو)
(منجانب)
یکے از ارکین جماعت احمدیہ بمبئی

NIR
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں"
(کشتی نوح)
پیش کرتے ہیں:۔
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک، اور کینوس کے جوتے۔

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

اَلَیْسَ اللہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
یابی پولیمرز کلکتہ۔ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:۔
43 - 4028 - 5137 - 5206